مضمون

کتب خانۂ اسکندریہ

جس مین

جسمین اصول روایت ودرایت سے قطعی طور پر یہ بات ثابت کیگئی ہے کہ کتب خانۂ اسکندریہ کے جلانے کا الزام جو مسلمانون پر لگایا جاتا ہے محض غلط ہے - اس مضمون مین علاوہ انگریز مؤرخون کے جرمن و فرانس کے مشہور اور مستند مُصنفون کے اقوال سے استناد کیا گیا ہے اور جن وجوہ سے اب تک ممالک یورپ مین یہ غلطی چلی آتی تھی اُن کی حقیقت علانیہ طور پر ظاہر کر دی گئی ہے

مُرتبہ

مولانا مولوی محمد شبلی نعمانی - پروفیسر مدرستہ العلوم علیگڈھ

بفرمائش

منشی فضل الدین تاجر کتب قومی و مالک اخبار اشاعت - لاہور - بازار کشمیری

۱۸۹۳ء

مطبع رحمانی پریس لاہور

قیمت .... فی جلد ۵ر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منجملہ اُن افسوسناک غلطیون کے جو یورپ مین اسلامی تاریخ کے متعلق کسی زمانہ مین پیدا ہوگئی تھین اور ابتک قائم ہین ایک یہ واقعہ بھی ہے -

اگرچہ ایک زمانہ دراز سے یورپ کو مسلمانون کے حالات سے واقف ہونے کے ذریعے حاصل ہین - لیکن موجودہ علم تاریخ کی ابتدا جس دور سے شروع ہوتی ہے وہ کروسیڈ یعنی صلیبی لڑائیان ہین - اس زمانہ مین یورپ نے مسلمانون کو جس حیثیت سے جانا اور پہچانا وہ صرف یہ حیثیت تھی کہ مسلمان جنگجو ہین - غارتگر ہین - وحشی ہین - اور سب سے بڑھکر یہ کہ مقدس صلیب اور عیسائیون کے قبلہ (بیت المقدّس) کے دشمن ہین -

یہی زمانہ یورپ کی عہد ظلمت سے نکلنے کا بھی زمانہ ہے - کیونکہ جیسا کہ اکثر مؤرخون نے تصریح کی ہے - یورپ کی علمی اور تمدنی ترقی کی ابتدا اسی زمانہ سے ہوئی -

اس زمانہ مین یورپ مین مسلمانون کے متعلق عجیب عجیب روایتین پیدا ہوگئین اور واقعات موجودہ کے لحاظ سے ایسا ہونا ضرور تھا - اس زمانہ مین مسلمانون کے مذہب - قومیت معاشرت - تمدن کے متعلق یورپ مین جو غلط اور بے سروپا روایتین پیدا ہوئین وہ رفتہ رفتہ اس قدر شہرت پکڑ گئین کہ ضرب المثل کے طور پر عام و خاص کی زبانون پر جاری ہوگئین اور جب تصنیف و تالیف کا زمانہ شروع ہوا تو تاریخون - حکایتون - ناولون - بلکہ فلسفہ کی کتابون مین بھی کثرت سے اُن کا استعمال ہونے لگا - راجر بیکن جو یورپ مین فلسفۂ حال کا بانی خیال کیا جاتا ہے اُسنے مضامین کا ایک مجموعہ لکھا ہے جسکا نام Bacon's Essays ہے

قومی دلچسپیوں کا نمونہ

حامیان اسلام !

آپکی لائبریری یا کتب خانہ کی الماریوں میں مندرجہ ذیل کتابیں ضرور ہونی چاہئیں کیونکہ یہ وہ کتابیں ہیں۔ جن سے قوم کی خستہ حالی کی طرف عوام الناس کو توجہ دلائی گئی ہے یہ وہ کتابیں ہیں جنہوں نے افسردہ دلوں میں تاثیر کی برقی دوڑائی ہے۔ یہ وہ کتابیں ہیں جو ملکی اور قومی اغراض کے واسطے اکسیر کا اثر رکھتی ہیں ۔ یہ وہ کتابیں ہیں جنہوں نے مردہ دلوں کے واسطے مسیحائی کا کام کیا ہے ۔ یہ وہ کتابیں ہیں جن کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے ۔کہ ہم کیا ہیں اور ہمیں کیا ہونا چاہیئے۔ زیادہ نہیں تو ایک ایک کاپی ہر ایک کی ضرور ہی ارشاد ہو۔ قیمت نقد یا بذریعہ ویلیو پے ایبل پارسل ۔ وھو ھذا :-

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
دلکش حصہ اول	۶/	حسن انجلینا	[illegible]	محصنات	۱۰/
” ” دوم	۸/	شہید وفا	عہ/	ایامی	۱۰/
دلچسپ حصہ اول	۶/	شام نرائن اور پاربتی	۱۴/	فسانہ آزاد جلد اول	[illegible]
” ” دوم	۸/	بزم خیال حصہ اول	۱۲/	” ” دوم	[illegible]
دلفریب حصہ اول	۶/	دلربا	۶/	” ” سوم	[illegible]
سلطان نازک آرا	۶/	مہابھارت حصہ اول	۱۰/	” ” چہارم	[illegible]
سلطان حشمت آرا	۱۲/	مہتاب بیگم	عہ/	جام سرشار	[illegible]
عمر پاشا ہر دو حصہ	[illegible]	زن مرید	۶/	آئینہ روزگار	۸
فاتحہ بنگالہ	[illegible]	حامد ولبہار	۶/	نمونہ وفا	۱۰
گدیش نندنی	عہ/	لبرٹ بل	۶/	سوزن عشق	[illegible]
ملک العزیز ورجنا	[illegible]	ڈاکٹ اور بر	۱۲/	الہ دین لیلےٰ	[illegible]
منصور موہنا	[illegible]	فریب و دغا	۲/	حاجی بابا اصفہانی	
		تعبیر خواب	۳۰/		

جو وہ روایتون کو غلط تسلیم کرتے جاتے ہین جو اسلامی واقعات کے متعلق وہان پیدا ہوئی تھین - چنانچہ گبن - کارلیل گاڈفری ہگنز - باسورتھ - رینان - سیدیو وغیرہ نے ان واقعات سے صاف انکار کیا ہے - لیکن عام تصنیفات اور عام روایتون مین غلطیون کا زور اب بھی کم نہین ہوا -

اسی قسم کے واقعات مین اسکندریہ کے کتب خانہ کے جلائے جانے کا واقعہ بھی ہے - اس واقعہ کو یورپ نے جس بلند آہنگی سے مشہور کیا ہے حقیقت مین وہ نہایت عجیب انگیز ہے - تاریخین - ناولین - حکایتین - مثلین - افسانے - قصے طلب حوالے - روزمرہ کے محاورے - ایک چیز بھی اس صدا سے خالی نہین - ادب اور لٹریچر کا تو کیا ذکر ہے - منطق و فلسفہ بھی اسکے اثر سے محروم نہ رہے - ایک سال کلکتہ یونی ورسٹی کے سوالات امتحان (الیف اے پرچہ علم منطق) مین یہ سوال تھا کہ ذیل کے مغالطہ کو حل کرو - یعنی "کتابین اگر قرآن کے موافق ہین تو اُن کی کوئی ضرورت نہین اور مخالف ہین تو اُن کو برباد کر دینا چاہیئے"

یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ یورپ کو کتب خانہ اسکندریہ کے ساتھ اسقدر ہمدردی کیون ہے ؟ یہ مسلم ہے کہ جس کتب خانہ کی نسبت بحث ہے عیسائیون سے اُسکو کچھ واسطہ نہین - اُسکو بادشاہان مصر نے قائم کیا تھا جو بت پرست تھے اور حضرت عیسے سے بہت پہلے تھے - شاید یہ کہا جائے کہ یہ یورپ کی عام قدردانی اور ہمدردی کا اثر ہے - لیکن اس حالت مین اسکندریہ کی تخصیص کی کیا وجہ ہے - انہی ممالک مین اور بھی بہت بڑے بڑے کتب خانے برباد ہوئے - اُن پر یورپ مین یہ شور و غل کہان ہوا - اسکندر نے ایران کے کتب خانے جو برباد کیئے اُن کی تشہیر کس نے کی ؟ اسپین مین خود عیسائیون نے مسلمانون کی تمام علمی یادگارون کو مٹا دیا اور کئی لاکھ کتابین برباد کر دین ؟ کس نے اسکا ماتم کیا ؟ پھر کتبخانہ اسکندریہ کے ساتھ یہ خاص ہمدردی کیون ہے ؟ -

حقیقت یہ ہے (جیساکہ ہم آگے چلکر ثابت کرینگے) کہ اس کتب خانہ کو خود عیسائیون نے برباد کیا تھا اور بڑے بڑے پیشوایان مذہب اُسکی بربادی مین شریک تھے - اُس وقت تو یہ امر فخر کا باعث تھا لیکن جب کسی قدر تہذیب و شائستگی کا زمانہ آیا تو یورپ نے دیکھا کہ اُسکے دامن پر یہ بہت بڑا بدنما داغ ہے اُسکے مٹانے کی اس کے سوا کوئی تدبیر نہ تھی کہ یہ الزام کسی دوسری قوم کے سر منڈھا جاوے - مسلمانون نے جب مصر و اسکندریہ

وہ ایک مضمون مین جرأت اور دلیری کی مثال مین لکھتا ہے کہ محمؐ ایک دن لوگون کو اپنی نبوت کا یقین دلا رہے تھے - چنانچہ حاضرین سے کہا کہ اُس پہاڑ کے پاس جاؤ اور اُس سے کہو کہ تجھ کو محمدؐ نے طلب کیا ہے - لوگ گئے اور یہ پیغام سُنایا - لیکن پہاڑ اپنی جگہ سے کیونکر حرکت کر سکتا تھا - محمدؐ نے یہ دیکھکر بجاے اسکے کہ شرمندہ ہوتے نہایت اطمینان اور جرأت سے کہا کہ کُچھ پروا نہین - اگر پہاڑ محمد کے پاس نہین آتا تو محمد خود پہاڑ کے پاس جا سکتا ہے -
بیکن کوئی مورخ نہ تھا اور نہ اسنے خیال مین یہ واقعہ اُسنے آنحضرتؐ کی تحقیر کی غرض سے لکھا ہے - بلکہ جرأت اور حوصلہ مندی کی تعریف کرتے کرتے یہ مثال پیش کی ہے - لیکن چونکہ اُس زمانہ مین اس قسم کی روایتین یورپ کی آب و ہوا مین سرایت کر گئی تھین اس لیئے عام و خاص سب بے تکلف اصول موضوعہ کے طور پر اُن کو استعمال کرتے تھے اور صحیح سمجھتے تھے -

سو ڈیڑھ سو برس سے یورپ زیادہ تحقیقات پر مائل ہوا ہے اور اس قسم کی روایتون کی غلطی روز بروز کُھلتی جاتی ہے یہان تک کہ یورپ کے نامور مورخ ان روایتون کی نسبت تسلیم کرتے جاتے ہین کہ وہ یورپ کے لیئے شرم کی باعث ہین - مسٹر کارلایل اپنی کتاب لکچرز آن دی ہیروز مین لکھتے ہین کہ "جو جو جھوٹ باتین دور اندیش اور مذہبی سرگرمی رکھنے والے آدمیون نے اُس انسان (یعنی محمد صلعم) کی نسبت قایم کی تھین اب وہ الزام قطعاً ہماری روسیاہی کے باعث ہین" کارلایل صاحب نے یہ لکچر چونکہ خاص رسول اللہ صلعم کی نسبت لکھا ہے اسلیئے رسول اللہ کی تخصیص کی ورنہ یورپ مین اس قسم کی جھوٹ باتین عام طور پر اسلام اور تاریخ اسلام کے متعلق شایع تھین - موجودہ تحقیقات نے اگرچہ ان غلطیون کو کم کر دیا ہے لیکن بالکل مٹا نہین دیا ہے کیونکہ جو واقعات اس وسعت سے تمام قوم مین پھیل گئے تھے اُن کی تحقیق پر مائل ہونا صرف اُن لوگون کا کام ہے جنکے دلون کو عام اجماع اور جمہوریت کا بوجھ دبا نہین سکتا ہے وقلیلٌ ماھم -

اس کے علاوہ ایک خاص سبب یہ ہے کہ ہر قوم مین محققین کا دایرہ جمہور سے الگ ہوتا ہے اور اگرچہ اعتبار کے قابل صرف وہ واقعات ہوتے ہین جن کو محققین نے غور و تحقیق کے بعد تسلیم کیا ہو - لیکن اُن کی تحقیقات ایک خاص دایرہ تک محدود رہتی ہے - عام لوگون مین اور عام تصنیفات مین اُن کو رواج نہین ہوتا - یورپ مین جو نامور محقق ہین اکثر اُن

علق مستقل مضامین لکھے مسلمانون کے متعلق جو عام تاریخین لکھی گئی ہین اُن مین بھی
ثر اسکا ذکر آجاتا ہے اور مصنّفین اس روایت کی نقل کرنے کے بعد اپنی خاص رائے
موافق یا مخالف) بیان کرتے ہین۔ اس قسم کی جسقدر تحریرین ہماری نظر سے گذرین اجمالاً
ن کا ذکر کرنا مناسب ہوگا۔ کیونکہ ہمارے مضمون مین اکثر جا بجا اُن کے حوالے آئینگے
سی لحاظ سے ہم ان کتابون کے مقامات بقید صفحات و اڈیشن لکھتے ہین۔
سب سے پہلے مسٹر گبن نے جو ۱۷۹۴ء مین فوت ہوا اِس واقعے سے انکار کیا اور
پنی تاریخ رومن امپائر حصہ مسلمانان فتح اسکندریہ کے بیان مین اِس کے متعلق مختصر مگر
محققانہ ریمارک کیا۔
پروفیسر وائٹ نے اسکے ثبوت مین ایک مفصل آرٹکل لکھا۔ (دیکھو)

Aegyptiaca or Observation on certain antiqui-ties of Egypt by J. White D.D. Professor of Arabic in the University of Oxford 1801
Successors of Mohamad by Wasington Irving Page 113 Printed by Bell & Sons London وشنگٹن اِرونگ
(The Saracens second Edition Page 254 Story of nation Series edited 1889.) آرتھر گلمین ایم۔اے
(History of Arabia, Ancient and Modern Vol 1 Page 393 by Andrew Crichton.) مسٹر کریچٹن
History of the Conflict between religion and science 20th Edition London 1887, Page 104 and 103 By Draper L.L.D. Professor of Newyark College America. ڈریپر

اسپکٹیٹر جو لندن کا مشہور اخبار ہے اُسمین متعدد مباحثے اسکے متعلق شایع ہوئے
جن مین سے بعض موافق تھے اور بعض مخالف۔
(دیکھو اسپکٹیٹر پرچہائے ۲۔ جون ۱۸۸۸ء اور ۲۳۔ جون ۱۸۸۸ء)

فتح کیا تو کتب خانۂ مذکور کا وہان نام و نشان نہ تھا۔ متعصب عیسائیون نے اس گم شدگی کو فاتحان اسلام کی طرف منسوب کر دیا اور چونکہ اُس زمانے مین تمام یورپ تعصب سے لبریز تھا اور کسی قسم کی علمی ترقی کا اثر نہ تھا اس لیئے کسی نے غور و تحقیق کی پروا نہ کی اور نہایت تیزی سے یہ روایت تمام یورپ مین پھیل گئی۔ یورپ نے اس ہمدردی سے اس واقعہ کا ماتم کیا کہ گویا وہ اُنھی کا خاص کتب خانہ تھا۔ چنانچہ عوام کا آج تک یہی خیال ہے۔ اس عام شہرت نے یہ بڑا فائدہ دیا کہ عیسائیون کی طرف اس الزام کے منسوب کرنیکا کسی کو خیال بھی نہ آیا۔ کیونکہ بظاہر یہ ایک بدیہی بات ہے کہ کوئی قوم اپنا سرمایہ آپ نہین برباد کر سکتی۔

اب اس فرضی واقعے کو جسکی صدا سے کسی زمانے مین تمام یورپ گونج رہا تھا تحقیق کرو کہ اسکی اصل کیا ہے۔ افسوس کچھ بھی نہین !!! لیکن یہان ایک سوال خود بخود پیدا ہوتا ہے کہ ایک فرضی واقعہ کا اتنی مدت تک تمام ممالک یورپ مین اس طرح مشہور و مسلم رہنا کیونکر ممکن ہے؟۔ یہ سوال بظاہر مشکل ہے لیکن اُس کا جواب بہت آسان ہے۔ یورپ کے عہد ظلمت تک تو اس شہرت پر کچھ تعجب نہین اُس وقت ایسی اَور بھی سیکڑون بیہودہ روایتین شایع تھین اور عموماً تسلیم کی جاتی تھین جیسا کہ ہم اس مضمون کے شروع مین لکھ آئے ہین۔ تہذیب و ترقی کے زمانے سے اسپر بحثین شروع ہوئین اور بڑی بڑے نامور مصنفین نے اسکی صحت سے انکار کیا۔ البتہ یہ تعجب ہے کہ اَب بھی کچھ لوگ اسکی صحت کے قائل ہین حالانکہ اُسکے بطلان کا قطعی فیصلہ ہو جانا چاہیئے تھا۔

لیکن اسکی دو وجہین ہین۔ اوّل تو یہ کہ تہذیب و ترقی کے زمانے مین بھی جاہلیت کے آثار بالکل فنا نہین ہو جاتے اور نہ ایسا ہونا ممکن ہے۔ دوسری بڑی وجہ یہ ہے کہ تاریخی واقعات کے متعلق یورپ کا جو طرز بحث ہے وہ (اکثر) کسی پہلو کا قطعی فیصلہ نہین ہونے دیتا۔ اصل روایت کو چھوڑکر درایت و قیاسات پر بحثین شروع ہو جاتی ہین اور بہت سی فروعی باتین بحث طلب قرار پا جاتی ہین۔ رفتہ رفتہ ایک بڑا سلسلہ تیار ہو جاتا ہے۔ اور اصل بحث غیر منفصل رہ جاتی ہے۔ اس مسئلہ مین بھی ایسا ہوا۔ چنانچہ اسکی تفصیل آگے آتی ہے۔

یورپ مین ایک مدت سے یہ مسئلہ زیر بحث ہے اور اکثر مصنفون نے اُسکے

مخرج نہین ہے اور وہ اس حلہ مین صرف عربی تاریخون کے دست نگر ہین ۔ لیکن اسبات کے ثابت کرنے سے پہلے ہم بتانا چاہتے ہین کہ یورپ مین یہ قصہ کیونکر مشہور ہوا اور کس ذریعہ سے ۔

یورپ مین اول اس واقعہ کو ا(بوالفرج) نے مشہور کیا

سب سے پہلے جسنے یورپ مین اس واقعہ کو مشہور کیا وہ ابوالفرج ہے ۔ اسکی مختصر سی لائف یہ ہے کہ وہ ایک یہودی طبیب ہارون نامی کا بیٹا تھا ۔ اور شہر ملطین مین ۱۲۲۶ء مین پیدا ہوا ۔ چونکہ اُسکا باپ ترک مذہب کرکے عیسائی ہو چکا تھا اسلیئے ابوالفرج نے شروع ہی سے عیسائی مذہب کی تعلیم پائی ۔ اُس نے اپنے مذہبی علوم کے علاوہ عربی ۔ سُریانی زبان مین نہایت کمال پیدا کیا اور اپنی لیاقت کی وجہ سے اکیس ہی سال کی عمر مین گویا کا بشپ مقرر ہوا اور رفتہ رفتہ مافریان کے درجہ تک ترقی کی جسکے بعد صرف بطریق پٹریارک کا رتبہ باقی رہجاتا ہے ۔

ابوالفرج کی مختصر لائف

ابوالفرج نے سُریانی زبان مین ایک نہایت بسیط تاریخ لکھی جس کا ماخذ سریانی ۔ عربی ۔ فارسی اور یونانی کتابین تھین ۔ اس بڑی کتاب کا اُس نے عربی زبان مین ایک خلاصہ لکھا جسکا نام مختصر الدول ہے اور جسکو ڈاکٹر پوکاک پروفیسر اکسفورڈ کالج نے ۱۶۶۳ء مین لاٹن ترجمہ کے ساتھ چھاپا ۔ اس خلاصے کے مختلف نسخے ہین اور سب ناکامل ہین اور بعض واقعات اصل سُریانی کتاب سے زائد ہین ۔ یہ امر مشتبہ ہے کہ یہ زائد واقعات خود ابوالفرج نے بڑھائے یا کسی اَور نے الحاق کیئے ۔

یہی خلاصہ ہے جسمین سب سے اوّل اسکندریہ کے کتب خانے جلائے جانیکے واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے اور اسی کے لاٹن ترجمہ کے ذریعہ سے تمام یورپ مین یہ روایت پہنچی ۔ مسٹر گبن اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ "جب ابوالفرج کی تاریخ لیٹن مین ترجمہ ہوکر دنیا مین شائع ہوئی یہ قصہ بار بار منقول ہوا ہے" واشنگٹن اروِنگ وارتھر گلین ایم اے و مسٹر کرچٹن اَور بہت سے یورپین مصنفین نے صاف تصریح کی ہے کہ یورپ مین یہ روایت ابوالفرج کے ذریعہ سے پہنچی ۔ یہ زمانہ یورپ کی نہایت تعصب اور جہالت کا زمانہ تھا ۔ اور اسلیئے وہان مسلمانون کے متعلق تمام اس قسم کی روایتین صحیح ہون یا غلط فوراً قبول کرلیجاتی تھین جن سے مسلمانون کی نسبت نفرت انگیز خیالات پیدا ہون ۔ غرض یورپ کے ہر حصہ مین یہ واقعہ مشہور ہوگیا اور نہایت تیزی سے وہ یورپین لٹریچر کا عنصر بن گیا ۔ اس واقعہ کو جس عبارت مین ابوالفرج نے لکھا ہے اُسکا لفظی ترجمہ یہ ہے :-

۵ دیکھو تاریخ مختصر الدول مصنفہ ابوالفرج مطبوعہ لندن ۱۶۶۳ء صفحہ ۱۸۰ و ۱۸۱ ۔

برٹش انسائیکلوپیڈیا ذکر اسکندریہ ۔
میسو سیدیو نے جو فرانس کا مشہور عالم ہے اور جس نے اسلام کی نہایت جامع اور مفید
تاریخ لکھی ہے اسپر مؤرخانہ نکتہ چینی کی (دیکھو)

Histoire Generale Des Arabes.
Par L. A. Sedillot Tom 1 Paris 1877. P. 155.

پروفیسر ڈساسی فرانس کے مشہور عربی دان نے اس واقعہ کے متعلق مفصل بحث
لکھی (دیکھو پروفیسر ڈساسی کا ترجمہ و نوٹ کتاب عبد اللطیف بغدادی
مطبوعہ پیرس ۱۸۱۰ء صفحہ ۲۴۰)

سب سے زیادہ جامع اور مفصل وہ آرٹیکل ہے جو مسٹر کریل جرمنی نے اورینٹیل کانفرنس
مین پیش کیا۔ یورپ مین دس پندرہ برس سے ایک کانگریس قایم ہے جس کا مقصد یہ ہے
کہ ایشیا کی تاریخ کے متعلق نادر اور مفید تحقیقات بہم پہنچاوے۔ اِس کانگریس کا چوتھا
اجلاس ستمبر ۱۸۷۸ء مین بمقام فلارنس منعقد ہوا تھا۔ اُس کے ایک اجلاس مین مسٹر کریل نے
جو جرمن کے مشہور عربی دان عالم ہین اِس بحث پر جرمن زبان مین ایک رسالہ پیش کیا جو کانگریس
کی رپورٹ کے ساتھ شایع ہوا ہے۔ چنانچہ اُس رسالہ کا ترجمہ بعینہٖ اِس مضمون کے اخیر مین ضمیمہ
کے طور پر شامل ہے۔

اس مقام پر مجھکو یہ بھی ظاہر کر دینا ضرور ہے کہ مسٹر کریل کے مضمون کا ترجمہ میری
درخواست کے موافق میرے معزز دوست۔ نہین بلکہ میرے مخدوم شمس العلما مولانا **سید علی**
بلگرامی جیالوجسٹ۔ بی۔ اے۔ بی ایل۔ انسپکٹر جنرل معدنیات حیدر آباد دکن نے کیا
ہے جو واقفیت السنہ مختلفہ کے لحاظ سے ہمارے زمانے کے فارابی و کندی ہین۔ فرنچ
تصنیفات کے متعلق مجھکو مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ مین نے ٹوٹی پھوٹی فرنچ سیکھ لی ہے اور
اس لیئے اُن سے متمتع ہونا میرے لیئے چندان دشوار نہ تھا۔

ضروری بحث ۔

اس روایت کے متعلق سب سے مقدم اور ضروری بحث یہ ہے کہ اُسکا اصلی مخرج یورپین
تاریخین ہین یا عربی تاریخین؟ یہ سوال اگرچہ نہایت ضروری اور سوال ہے لیکن بحث طلب
نہین۔ کیونکہ مخالف و موافق دونون نے اس سوال کا یکسان جواب دیا ہے۔ یورپ کے عام
مورخین موافق ہون یا مخالف اس سے انکار نہین کرتے کہ اُن کے پاس اس روایت کا کوئی

متعدد علما اُسکی تحقیق مین مصروف ہوئے - اگرچہ گبن کے بعد اس واقعہ کے متعلق دو فریق موافق ومخالف قایم ہوگئے لیکن چونکہ اسقدر عموماً مسلم تھا کہ پہلی صدی ہجری مین اسلام کے متعلق یورپ مین کوئی تصنیف نہین لکھی گئی اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرتؐ اور خلفائے راشدین کے حالات مین آج تک یورپ مین جس قدر تاریخین لکھی گئین یا لکھی جا رہی ہین عموماً اسلامی تصنیفات سے ماخوذ ہین - اس لیئے خود اُس فریق کو بھی جو اس واقعہ کو صحیح ثابت کرنا چاہتا ہے عربی ہی تاریخون کی طرف رجوع کرنا پڑا - مسٹر کریبن جنہون نے گبن کے انکار پر نہایت غصہ ظاہر کیا اپنی کتاب تاریخ اسلام مین لکھتے ہین - اگر یہ واقعہ صرف اُس اجنبی شخص (ابو الفرج) کے بیان پر جس نے چھہ سو برس کے بعد اس واقعہ کو تحریر کیا مبنی ہوتا تو ہمکو آرمینا کے مؤرخ (ابو الفرج) کے بیان کے تسلیم کرنے مین تامل ہوتا - لیکن یہ واقعہ صرف اُسکی بنا پر مبنی نہین ہے بلکہ برخلاف اسکے مقریزی اور عبد اللطیف نے جنہون نے مصر کی تاریخ قدیم پر تصنیفات لکھی ہین اس واقعہ کو بیان کیا ہے - مسٹر کریل نے نہایت انصاف کے ساتھ علانیہ اس کا اعتراف کیا ہے وہ لکھتے ہین کہ "جہان تک مجھے یاد ہے یہ واقعہ پہلے پہل عبد اللطیف کی تاریخ مین جو اس واقعہ کے پانسو برس بعد پیدا ہوا مذکور ہوا ہے"

اِس امر کے طے ہو جانے کے بعد کہ اس واقعہ کا ماخذ جو کچھ ہے صرف عربی تاریخین ہین ہمکو اس بحث کا فیصل کرنا نہایت آسان ہے کیونکہ عرب کی تصنیفات سے واقف ہو جانے کا استحقاق یورپ کی بہ نسبت ہمکو زیادہ ہے وصاحب البیت ادری بما فیہا "گھر کا حال گھر کا آدمی خوب جانتا ہے"

یوریپین مصنفین جنہون نے اس واقعہ کو ثابت کرنا چاہا ہے سند مین عبد اللطیف بغدادی مقریزی - حاجی خلیفہ کا نام لیا ہے اور کہا ہے کہ یہ مؤرخین نہایت معتبر ہین اور انکی شہادت سے انکار نہین کیا جا سکتا - مین نے جہان تک دیکھا اور پڑھا یورپ نے ہمیشہ انہی مورخین کا نام لیا ہے - ایک ناواقف انگریز نے ابن خلدون کا بھی حوالہ دیا ہے اور جھوٹ سے شرم نہ کرکے لکھا ہے کہ "ابن خلدون نے حضرت عمرؓ کے حالات مین یہ روایت بیان کی ہے" لیکن ابن خلدون کی تاریخ ایک عام اور مشہور کتاب ہے - حضرت عمرؓ کی تمام تاریخ مین اس واقعہ کے متعلق ایک حرف بھی مذکور نہین - غرض ابن خلدون کے علیحدہ کرنے کے بعد صرف تین مذکورہ بالا مصنفین پر اس روایت کا مدار رہ جاتا ہے - اب ہم مؤرخانہ اصول سے اِس

اہل یورپ اس روایت کو عرب تاریخون سے لا[تے] ہین —

"اور اس زمانہ مین عربون مین یحییٰ نحوی جو ہماری زبان مین غراماطیقوس کے لقب سے ملقب ہو مشہور ہوا۔ وہ اسکندریہ کا رہنے والا تھا اور یعقوبی عیسائیون کا عقیدہ رکھتا تھا اور ساوری کے عقیدہ کی تائید کرتا تھا۔ پھر عیسائیون کے عقیدۂ تثلیث سے منکر ہوا۔ اسپر مصر مین تمام پادری جمع ہوئے اور اُس سے درخواست کی کہ اس عقیدہ سے باز آئے اُسنے نہ مانا۔ اسپر پادریون نے اُس کا رتبہ گھٹا دیا۔ وہ بہت دنون تک زندہ رہا۔ یہان تک کہ عمرو بن العاص نے اسکندریہ کو فتح کیا۔ وہ عمرو کے پاس حاضر ہوا۔ عمرو اُسکی لیاقت سے واقف ہو چکا تھا اس لیئے اُس نے اُس کی بہت عزت کی اور اُس سے وہ فلسفیانہ بحثین سُنین جس سے اہل عرب کبھی آشنا نہ تھے۔ عمرو کے دل پر اُن بحثون نے بہت اثر کیا اور وہ اُسپر فریفتہ ہو گیا۔ عمرو عاقل۔ خوش فہم صحیح الفکر شخص تھا اس لیئے اُس نے یحییٰ کی صحبت کو لازم پکڑ لیا اور اُسکو اپنے پاس سے جدا نہ کرتا تھا۔

...فرج کی اصل ...ت کا ترجمہ

ایک دن یحییٰ نے عمرو سے کہا کہ اسکندریہ کی تمام قسم کی چیزون پر آپ قابض ہین۔ سو جو چیزین کہ آپکے کام کی ہین مین اُن سے تعرض کرنا نہین چاہتا لیکن جو چیزین آپکے کام کی نہین اُسکی تو ہمین لوگ زیادہ مستحق ہین۔ عمرو نے کہا تمکو کیا درکار ہے۔ یحییٰ نے کہا فلسفہ کی وہ کتابین جو شاہی کتب خانون مین ہین۔ عمرو نے کہا اس امر کی نسبت مین امیر المومنین عمر بن الخطاب کی اجازت کے بغیر کوئی حکم نہین دیسکتا۔ عمرو نے یحییٰ کی درخواست کی اطلاع عمر بن الخطاب کو دی۔ وہان سے جواب آیا کہ "جن کتابون کا تمنے ذکر کیا ہے اگر وہ خدا کی کتاب کے موافق ہین تو خدا کی کتاب کے ہوتے اُن کی کوئی ضرورت نہین۔ اور اگر اُن کے مضامین۔ خدا کی کتاب کے مخالف ہین تو تم اُن کو برباد کرنا شروع کرو۔" عمرو بن العاص نے اُن کتابون کو اسکندریہ کے حمامون مین تقسیم کرنا اور اُن کو جلوانا شروع کیا پس وہ چھ مہینے کی مدت مین جلکر تمام ہوئین۔ سو جو کچھ ہوا اُسکو سُنو اور تعجب کرو۔"

...پہلے گبن نے ...قعہ سے انکار کیا

یہ واقعہ اسی طرح برابر تسلیم ہوتا تھا اور کسی کو اُس کی نسبت تحقیق و تفتیش کا خیال تک نہ آیا۔ سب سے پہلے مشہور مؤرخ **گبن** نے جو تاریخ کے طرز خاص کا بانی ہے۔ اس واقعہ کو تحقیق کی نگاہ سے دیکھا اور لکھا کہ "مین اس واقعہ کی اصلیت اور اُس کے نتائج دونون کے انکار کی طرف مائل ہون۔" گبن نے اپنے انکار کی مختلف وجہین قائم کین جن مین سے ایک یہ ہے کہ ابو الفرج واقعہ مبحوث فیہ کے پانسو برس بعد پیدا ہوا۔ اور اُسکے سوا کسی اور مؤرخ حتی کہ خود عیسائی مؤرخون نے اس واقعہ کا کہین ذکر نہین کیا۔ اس لیئے ابو الفرج کی شہادت کیونکر معتبر ہو سکتی ہے۔ گبن کے اس انکار کے بعد یورپ خواب غفلت سے چونکا۔ اور

مصنفون کی شہادت کو قابل اعتبار نہین سمجھتے اور اس طریقہ بحث سے اُن یورپین مورخون کی فریب آمیزی پر پردہ ڈال رکھا ہے کیونکہ بحث اسپر محدود ہو گئی کہ عبداللطیف وغیرہ قابل سند ہین یا نہین۔ حالانکہ پہلی یہ تحقیق ضروری تھی کہ عبداللطیف وغیرہ نے کوئی شہادت بھی دی ہے یا نہین۔

پہلی ضروری بحث یہ ہے کہ کیا ان تینون مصنفون کا بیان (جن کا باربار نام لیا جاتا ہے) تین جداگانہ شہادتین ہین؟ مقریزی کی تاریخ مطبوعہ مصر ہماری پیش نظر ہے اُس نے جلد اوّل صفحہ ۱۵۹ مین عمود السواری کے بیان مین جو اسکندریہ کا ایک مشہور منارہ ہے عمود السواری کے الفاظ سے عنوان قایم کیا ہے اور حرف بحرف وہ عبارت نقل کر دی ہے جو اس منارے کے ذکر مین عبداللطیف نے لکھی تھی عبداللطیف کی تحریر مین محض ضمنی طور پر اسکندریہ کے کتب خانہ کا ذکر آ گیا تھا۔ چونکہ مقریزی نے حرف حرف عبداللطیف کی عبارت نقل کی ہے اس لیئے کتب خانہ کے متعلق جو عبارت ہے وہ بھی اُسی طرح منقول ہو گئی ہے اسی بناپر **سیبولانگل** نے جو فرانس کا مشہور عالم ہے مجبورانہ تسلیم کیا ہے کہ مقریزی کا بیان کوئی مستقل شہادت نہین بلکہ صرف عبداللطیف کے فقرہ کی نقل[۱] ہے۔ سیبولانگل کتب خانہ اسکندریہ کی بحث مین ہمارے مخالف ہین لیکن اُن کو مجبوراً یہ امر تسلیم کرنا پڑا ہے۔ جن یورپین مورخون نے مقریزی کی اصل کتاب نہین دیکھی وہ ایمان بالغیب کے طور پر باربار مقریزی کا نام لیتے ہین۔ لیکن سیبولانگل ایسا نہین کر سکتا تھا کیونکہ اُس نے مقریزی کی کتاب کو خود پڑھا تھا۔ مقریزی نے اسی کتاب مین اسکندریہ کی فتح کا حال نہایت تفصیل سے لکھا ہے لیکن کتب خانہ کے متعلق ایک حرف بھی نہین لکھا جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ واقعہ مذکورہ کو تاریخی واقعات کی فہرست مین شمار نہین کرتا۔

مقریزی کے خارج ہونے کے بعد دو نام رہ جاتے ہین عبداللطیف وحاجی خلیفہ حاجی خلیفہ کا ذکر اگرچہ اکثر یورپین مورخون نے کیا ہے لیکن اُسکی خاص عبارت کا حوالہ نہین دیا کیونکہ اگر وہ ایسا کرتے تو اُن کا دعویٰ غالباً کمزور ہو جاتا۔ ہم پروفیسر ڈساسی کے (جو ایک مشہور فرنچ مصنف ہین اور جو بڑی زور و شور سے اس واقعہ کو ثابت کرنا چاہتے ہین) ممنون ہین جنہون نے اس راز کو ظاہر کر دیا ہے اور حاجی خلیفہ کی عبارت نقل کر دی ہے جسکے اصلی الفاظ یہ ہین۔

---

[۱] دیکھو پروفیسر ڈساسی کا نوٹ ترجمہ تاریخ عبداللطیف بغدادی صفحہ ۲۴۰ مطبوعہ پیرس ۱۸۱۰ء

روایت کی تحقیق پر متوجہ ہوتے ہین جس کے ذیل مین ہم یہ بھی دکھائین گے کہ یورپین مورخین نے ان مصنفون سے استناد کرنے مین کس قدر تدلیس اور فریب سے کام لیا ہے -

واقعات تاریخی کے ثابت کرنے کے دو طریقے ہین - روایت - و درایت - **روایت** سے مطلب ہی کہ جو واقعہ بیان کیا جاتا ہے اُسکی سند اُس شخص تک پہنچائی جائے جو خود اُس واقعہ مین موجود رہا ہو - عرب کی تمام مستند تاریخین اسی اصول پر لکھی گئی ہین اور یہی وجہ ہے کہ اُن مین اَخْبَرَنَا وَحَدَّثَنَا کے ذریعہ سے سند کا تمام سلسلہ مذکور کیا جاتا ہے اور اُن تمام راویون کا نام لیا جاتا ہے جنکے ذریعہ سے واقعہ کی سند اُس شخص تک پہنچتی ہے جو خود اُس واقعہ مین شریک تھا - چوتھی صدی تک اسلامی تاریخون کا یہی طرز رہا اور گو زمانہ مابعد مین اُسکا رواج کم ہو چلا لیکن گزشتہ تین صدیون کے واقعات مین اب تک اسکا لحاظ ہے یعنی اُس زمانہ کے اُنہی واقعات کا اعتبار کیا جاتا ہے جو سلسلۂ سند کے ساتھ ثابت ہون -

درایت سے یہ غرض ہے کہ جو واقعہ بیان کیا جاتا ہے اُسپر اس لحاظ سے غور کیجائے کہ وہ طبیعت انسانی کے اقتضا - زمانہ کی خصوصیتون - منسوب الیہ کے حالات - اور اس قسم کے اور قرائن کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے یا نہین ؟ - اگر وہ واقعہ اس معیار پر پورا نہین اُترتا تو اُسکی صحت مشتبہ ہوگی یعنی احتمال ہوگا کہ روایت کے تغیرات نے واقعہ کی صورت بدل دی ہی -

اس واقعہ کی تحقیق مین بھی ہمکو انہی دو اصول سے کام لینا چاہیئے -

چونکہ اس بحث مین مقدمہ کے دو فریقون مین سے ایک نافی اور دوسرا مثبت ہے اور چونکہ اس قسم کے مقدمات مین بار ثبوت ہمیشہ اُس فریق پر ہوتا ہے جو ثبوت کا مدعی ہو اسلیئے اوّل ہمکو اُن شہادتون پر غور کرنا چاہیئے جو واقعہ کے اثبات مین پیش کی جاتی ہین ہمکو جہانتک معلوم ہے (اور ہم دعوی کے ساتھ کہہ سکتے ہین کہ کوئی شخص اس بحث مین اس سے زیادہ ثابت نہین کر سکتا) یورپ کے تمام مصنفین جو اس دعوی کو ثابت کرنا چاہتے ہین اُن کی دلیل روایت کی حیثیت سے صرف اسقدر ہے کہ " اس واقعہ کو عبد اللطیف بغدادی - مقریزی حاجی خلیفہ نے بیان کیا ہے - اب امور تنقیح طلب یہ ہین کہ کیا ان مصنفون نے اس واقعہ کے متعلق ایسا کوئی بیان کیا ہے جو شہادت مین پیش ہو سکتا ہے ؟ اور کیا اس واقعہ کے متعلق اُن کی شہادت کافی ہے ؟ یورپ کے مورخین نے جو اس واقعہ کے مدعی ہین فریب آمیز طور پر بار بار عبد اللطیف - مقریزی - حاجی خلیفہ کا نام لیا ہے - اور جنکو انکار ہے وہ ان

...توں کی تحقیق
...ل روایت کے
...ا ہے -

ل۔۱ ہے کہ اس ستون کے گرد چار سو اور چھوٹے چھوٹے ستون تھے۔ یہ حالات لکھتے لکھتے اخیر مین ضمناً یہ عبارت لکھی ہے۔

ویذکر ان هذا العمود منه اعمدة کانت تحمل رواق ارسطاطالیس الذی کان یدرس به الحکمة وانه کان دار علم وفیه خزانه کتب حرقها عمرو بن العاص باشارة عمر بن الخطاب۔	اور یہ بیان کہ یہ ستون منجملہ اُن ستونوں کے ہے جن پر چھت قائم تھی جو ارسطو کا رواق تھا اور جہان ارسطو حکمت کا درس دیا کرتا تھا اور یہ کہ وہ دار العلم تھا اور اسمین وہ کتب خانہ تھا جسکو عمرو بن العاص نے عمر بن الخطاب کے اشارہ سے جلا دیا۔

عبداللطیف کی اصل عبارت

اس عبارت سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ عبداللطیف نے اس واقعہ کو کس حیثیت سے ذکر کیا ہے عبداللطیف کا یہ تمام قول **یذکر** کے تحت مین ہے جس سے کسی طرح یہ ظاہر نہین ہوسکتا کہ وہ اس واقعہ کو مؤرخانہ حیثیت سے لکھتا ہے یا اُسکو تسلیم کرتا ہے مسٹر ارل جرمنی اپنے مضمون مین عبداللطیف کا قول نقل کرنے کے بعد لکھتے ہین "یہ بیان محض علیٰ سبیل التذکرہ معلوم ہوتا ہے اور اس سے خاص کوئی غرض نہین معلوم ہوتی۔ یہ کسی خاص اصل واقعہ کا یاد دلانا نہین ہے بلکہ محض ایک مشہور بات کا اعادہ کردینا ہے جسکو اُس زمانہ کے سیاحون نے بارہا کہا ہے اور یہ من قبیل اُسی قسم کی غیر معتبر اور خلاف عقل بیانات کی ہرچہ زمانۂ وسطی کے سیاحون مین بیت المقدس کے مقام کے بارہ مین مشہور تھے"

ایک مزے کی بات یہ ہے کہ عبداللطیف نے چونکہ بازاری گپون کا ذکر کیا اس لیے اُس جملہ مین جتنے واقعات بیان کیئے اتفاق سے سب غلط تھے۔ نہ یہ مقام ارسطو کا رواق تھا نہ ارسطو نے کبھی وہان درس دیا ایک مضمون نگار نے جسنے اسپیکٹیٹر مؤرخہ ۳ جون مین اس مضمون پر ایک بحث لکھی ہے عبداللطیف کے بیان کی غلطی پر عجیب لطف سے استدلال کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ کتب خانہ کا جلایا جانا تو ایکطرف عبداللطیف نے اس کے ساتھ اور جو واقعات بیان کیئے وہ کونسے سچ ہین !!!

یہ ہے حقیقت اُن سندون اور روایتون کی جن پر یورپ مین مؤرخون نے چھاونی چھا رکھی ہے۔ ان مصنفون نے اس بحث مین جس قسم کی تدلیس سے کام لیا ہے حقیقت مین وہ نہایت تعجب انگیز ہے۔ عبداللطیف وغیرہ کی جو اصل عبارتین ہم نے نقل کی ہین اُن سے ناظرین کو معلوم ہوسکتا ہے کہ مقریزی نے خود اس واقعہ کو نہین بیان کیا بلکہ عمود السواری

فكانت العرب في صدر الاسلام لا تعتني
بشيء من العلوم الا بلغتها او معرفة احكام
شريعتها وصناعة الطب فانها كانت موجودة
عند افراد منهم لحاجة الناس طرا اليها
وذلك منهم صونا لقواعد الاسلام
وعقائد اهله عن تطرق الخلل من
علوم الاوائل قبل الرسوخ والاحكام
حتى يروى انهم احرقوا ما وجدوا من
الكتب في فتوحات البلاد

اہل عرب شروع اسلام مین تمام علوم مین سے
بجز لغت و احکام شریعت و طب کے کسی علم کیطرف
توجہ نہین کرتے تھے صرف یہ علوم بوجہ عام حاجت کے
بعض لوگون کے پاس موجود تھے - اور اسکا یہ سبب تھا کہ
چونکہ اسلام کے قواعد اور لوگون کے عقائد کے مضبوط و
راسخ نہین ہو چکے تھے اس لیئے ڈر تھا کہ قدما کے علوم سے
اُن مین خلل نہ پیدا ہو - یہان تک کہ بیان کیا جاتا ہے کہ
اُن لوگون نے شہرون کے فتوحات مین جو کتابین
پائین وہ جلا دین -

اس عبارت مین اسکندریہ کا تو ذکر تک نہین عام طور پر کتابون کے جلانے کا ذکر کیا ہے اور وہ بھی یروی کے لفظ سے جو ظاہر کرتا ہے کہ وہ ایک عامیانہ روایت ہے - اس عبارت کے طرز اور نظام سے ہرگز نہین پایا جاتا کہ مصنف اس واقعہ کو واقعہ مسلمہ قرار دیتا ہی - حاجی خلیفہ شروع زمانہ اسلام کی عدم اعتنا کا ذکر بیان کرتا ہے اور اُسکے ذیل مین ایک عامیانہ روایت کو اُسی عامیانہ حیثیت سے ذکر کر جاتا ہے - اسکی بالکل ایسی مثال ہے کہ جسطرح کوئی کہے کہ "نپولین نے مصر مین اسلامی قسری کا دعوی کرنا چاہا اور اسکے لیئے بڑے جال پھیلائے یہان تک کہ کہتے ہین کہ اُسنے جامع ازہر مین کلمۂ توحید پڑھا اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھی" - یہ طرز بیان کا ایک عام طریقہ ہے کہ ایسے موقعون پر ایک مقرر یا مضمون نگار ضعیف سے ضعیف روایت کا بھی ذکر کر جاتا ہے - غرض خاص کتب خانہ اسکندریہ کے جلائے جانے کا دعوی - حاجی خلیفہ کی طرف منسوب کرنا ایسی تعجب انگیز جرأت ہے جو یوروپین مؤرخون کے سوا اور کسی سے نہین ہو سکتی -

اَب صرف عبد اللطیف بغدادی کی شہادت باقی رہ گئی - اور درحقیقت یوروپین مؤرخون کا اخیر سہارا یہی عبد اللطیف ہے - اُسکی حقیقت یہ ہے کہ عبد اللطیف نے مصر کی ایک تاریخ لکھی ہے جسکا نام کتاب الافادة والاعتبار فی الامور المشاهدة والحوادث المعاینة بارض مصر ہے یہ کتاب اُسنے ۱۰ شعبان سنہ ۶۰۳ ہجری مین تمام کی اور اُسکا موضوع صرف وہ حالات و واقعات ہین جو عبد اللطیف نے خود مصر مین مشاہدہ کیئے - اسمین ایک موقع پر عمود السواری کے لفظ سے ایک عنوان قائم کیا ہے اور اُسکے تمام حالات بیان کیئے ہین اور

محل بھی متعین کر دیا !!!

اگرچہ یورپ کے اکثر مؤرخوں نے جو اس واقعہ کو ثابت کرنا چاہتے ہین۔ صرف انہین پر تینون یعنی عبداللطیف۔ مقریزی۔ حاجی خلیفہ پر استناد کا مدار رکھا ہے اور ہم نے اسموقع پر انہین مصنفون سے بحث کی لیکن بعض یورپین مصنفون نے تدلیس (مخفی فریب) کی میدان مین اَورون سے بڑھکر قدم رکھا ہے اور فریب آمیز طور پر ظاہر کیا ہے کہ اس واقعہ کی تائید کے لئیے اَور بھی متعدد شہادتین موجود ہین۔ مسٹر کریجٹن صاحب اپنی کتاب کے حاشیہ مین فرماتے ہین کہ " بیرن ڈساسی نے اپنے ایک لمبے نوٹ مین جو اُسنے عبداللطیف کے ترجمہ پر لکھا ہے (مصر کا بیان صفحہ ۲۴۰) عربی مصنفون کی کتابون سے مختلف شہادتین جمع کی ہین جو پیرس کے شاہی کتب خانہ مین موجود ہین اور ان شہادتون سے ابوالفرج کا بیان قابل اعتبار ثابت ہوتا ہے لیکن مغرور گبن نے ان تصنیفات کو نہین دیکھا تھا"

اس عبارت سے ایک ناواقف اور خصوصاً وہ جسکو یورپین مصنفون کے ساتھ تمام خوش اعتقادی ہو بالکل دہوکھے مین آجائے گا اور یقین کریگا کہ پیرس کے عظیم الشان کتبخانہ مین ضرور اس واقعہ کے لئیے بہت کچھ مادہ موجود ہوگا ورنہ تمام یورپ مین ایسا غلط واقعہ کیونکر مشہور ہو سکتا تھا۔

لیکن ہمارے ناظرین کو پیرس کے پُرشوکت نام سے مرغوب نہ ہونا چاہیئے۔ ڈساسی کا نوٹ اور وہ کتابین جن کا اُنہون نے حوالہ دیا ہے ہمارے سامنے ہین بے شبہ ڈساسی نے اس واقعہ کو بڑے زور شور سے ثابت کرنا چاہا ہے لیکن افسوس ہے کہ جو زور اُن کی طبعیت مین ہے وہ دلائل مین نہین ہے ہم اس موقع پر اُن کی پوری تحریر کا لفظی ترجمہ نقل کرتے ہین۔

" ابوالفرج نے اپنی تاریخ خاندان عرب مین عمرؓ کے حکم سے کتب خانہ اسکندریہ کی بربادی کی نسبت جو واقعہ بیان کیا ہے اُسمین متعدد مشہور مصنفون نے شک کیا ہے۔ جو کچھ کہ اس واقعہ پر لکھا گیا ہے اسکے بیان کرنے اور اُسکی حیثیت کے اندازہ کرنے مین ایک بڑی بحث ضرور ہونی چاہیئے۔

وہ دلیلین جن کی بنا پر یہ شکوک کیئے گئے ہین اُس جرمن مباحثہ مین ملسکتی ہین جسکو Mr. Rainhar نے ۱۷۹۲ء بمقام Gottingue چھاپا تھا اور اُن رسالون مین جو اسکندریہ کے قدیم کتب خانون کے متعلق ہین جنکو M. de Saint Croix نے میگزین انسائیکلوپیڈیا سال پنجم۔ صفحہ ۳ مین

کے ذکر میں عبداللطیف کی عبارت نقل کر دی ہے جسمیں ضمناً کتب خانہ کا بھی ذکر تھا۔ حاجی خلیفہ نے اسکندریہ کا نام تک نہیں لیا البتہ عام طور پر کتب خانون کا ذکر کیا ہے اور وہ بھی **بذکر** کے تحت میں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کوئی مصدقہ روایت نہیں لیکن یورپین مؤرخون نے عبداللطیف وغیرہ کا نام ہمیشہ اس حیثیت سے لیا ہے کہ گویا انہون نے اس واقعہ کی صحت کا دعوی کیا ہے اور اُسپر کوئی مستقل مضمون لکھا ہے۔

یورپین مؤرخون کی تدلیس اور فریب دہی۔

پروفیسر ڈساسی نے اپنے نوٹ میں لکھا ہے کہ "جو اعتراضات ابوالفرج کے بیان پر کیئے جاتے ہین اُن مین یہ نہایت قوی اعتراض خیال کیا جاتا ہے کہ عرب کے مؤرخ ایک ایسے عظیم واقعہ کے متعلق خاموش ہین" اسکے بعد پروفیسر ڈساسی اس اعتراض کا جواب دیتے ہین اور فرماتے ہین کہ "لیکن اس اعتراض کا زور یقیناً عبداللطیف اور مقریزی کی شہادت کے بعد گھٹ جاتا ہے" لطف یہ ہے کہ اسی عبارت کے بعد پروفیسر موصوف لکھتے ہین - کہ "اگرچہ لوگون کو اس کہنے کا موقع حاصل ہے کہ مقریزی کا قول صرف عبداللطیف کے فقرہ کی نقل ہے"۔

مسٹر کریٹن لکھتے ہین کہ "یہ واقعہ صرف سند مذکورہ بالا (یعنی ابوالفرج کا بیان) پر مبنی نہیں ہے بلکہ بر خلاف اسکے مقریزی اور عبداللطیف نے جنہون نے قدیم تاریخ مصر پر تصنیفات لکھین اس واقعہ کا بیان کیا ہے"۔

پروفیسر وائیٹ نہایت بلند آہنگی سے فرماتے ہین کہ ہم گبن کی منفیانہ دلیل کے مقابلہ مین دو عربی مؤرخون کی اثباتی شہادت پیش کرنے کی جرأت کرینگے جو ایسے مستند مصنف ہین کہ اُن کے مستند ہونے کی نسبت کوئی اعتراض نہین کیا جا سکتا - اور دونون مذہب اسلام کے نہایت متعصب پیرو ہین - اِس سے عبداللطیف و مقریزی کو مراد لیتا ہون جو اس واقعہ یعنی کتب خانہ کے جلانے کے ذکر ہی مین ہمزبان نہیں ہین بلکہ ٹھیک اُس مقام کا نشان دیتے ہین جہان کتب خانہ مذکور قائم تھا۔

پروفیسر وائیٹ نے اس موقع پر کس چالاکی سے کام لیا ہے۔ عبداللطیف نے ایک ستون کے ذکر مین ضمناً افواہی طور پر اس واقعہ کا ذکر کیا ہے پروفیسر وائیٹ اسکو اس قالب مین ڈھالتے ہین جس سے ایک ناواقف شخص کو یہ گمان ہوگا کہ عبداللطیف نے مستقل طور پر اس واقعہ کو ثابت کرنا چاہا ہے اور صرف اصل واقعہ کو ثابت نہین کیا بلکہ واقعہ کا موقع د

بیان کیا تھا کوئی نہ کوئی عربی مؤرخ اسکندریہ کے واقعہ کا بھی اسی حیثیت سے ذکر کرتا حالانکہ عربی کی سیکڑوں ہزاروں تاریخوں میں سے ایک میں بھی اس کا پتہ نہیں چلتا۔

عبداللطیف و مقریزی کی اصل عبارت جو ہم نے نقل کی وہ تو کسی طرح شہادت میں پیش نہیں کی جا سکتی لطف یہ ہے کہ خود ابو الفرج جو اس بحث میں ہمارا مدعا علیہ ہے اُسنے بھی اس واقعہ کو اس حیثیت سے نہیں لکھا جس سے ثابت ہو کہ وہ یقیناً اسکو تسلیم کرتا تھا اور صحیح سمجھتا تھا۔ ابو الفرج کی اصلی تاریخ جو سُریانی زبان میں ہے اور جس میں فتح اسکندریہ کا حال تفصیلاً مذکور ہے اُس میں اس واقعہ کا ذکر تک نہیں۔ البتہ اُس تاریخ کا خلاصہ جو عربی زبان میں ہے اُسمیں یہ واقعہ جیسا کہ ہم اوپر نقل کر آئے ہیں مذکور ہے لیکن اُس خلاصہ کی نسبت کافی اطمینان نہیں ہے کہ جو بیانات اُسمیں اصل سُریانی تاریخ پر اضافہ کیے گئے ہیں وہ درحقیقت ابو الفرج ہی کے ہیں یا کسی اَور نے الحاق کر دیا ہے۔ مسٹر کرل جرمنی اس خلاصہ کی نسبت لکھتے ہیں کہ "اسمیں بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو اصل سُریانی میں نہیں اور یہ امر کہ آیا یہ مقامات زمانۂ مابعد کے الحاق ہیں یا خود ابو الفرج نے اُن کو بڑھایا ہے بخوبی معلوم نہیں ہوتا کیونکہ اُس خلاصہ کے کُل نسخے ناکامل ہیں۔ یہ واقعہ کتب خانہ اسکندریہ کے جلائے جانے کا جو عربی میں موجود ہے اصل سُریانی میں نہیں پایا جاتا" اس عبارت کے الحاقی ہونے کا گمان اس سے زیادہ قوی ہو جاتا ہے کہ اس عربی خلاصہ کو پروفیسر پوکاک نے اپنے اہتمام و تصحیح سے چھپوایا ہے اور اُن کو مسلمانوں کے خلاف واقعات گڑھ لینے میں نہایت کمال حاصل تھا۔

یہ تمام بحث تو اس لحاظ سے تھی کہ عبداللطیف و حاجی خلیفہ نے اس واقعہ کے متعلق کوئی شہادت دی بھی ہے یا نہیں۔ لیکن بطریق تنزل اگر ہم یہ مان بھی لیں کہ درحقیقت ان مصنفین نے اُسکو صحیح تسلیم کیا ہے تو دوسری بحث یہ پیدا ہوتی ہے کہ اس امر کے متعلق ان مصنفوں کی شہادت قابل اعتبار ہے یا نہیں۔ عبداللطیف بغدادی ۵۵۷ ہجری میں پیدا ہوا۔ اور حاجی خلیفہ کو تو دو سو برس سے زیادہ نہیں گذرے کون شخص کہہ سکتا ہے کہ ایک ایسے واقعہ کے متعلق جو پہلی صدی ہجری کے شروع میں واقع ہوا ہو وہ شہادت معتبر ہو سکتی ہے جسکو اُن لوگوں نے بیان کیا ہو جو اصل واقعہ کے پانسو برس بعد پیدا ہوئے جس کی اُن لوگوں نے نہ کوئی سند بیان کی ہو نہ کوئی حوالہ دیا ہو۔

درج کیا ہے مسیو لانگلس M. Langles اور وائٹ White عام خیال کی حمایت کرتے ہین لیکن ابو الفرج کے مبالغہ آمیز بیان کو قبول نہین کرتے ۔

ابو الفرج کے بیان پر جو اعتراضات کیئے گئے ہین اُن مین یہ اعتراض قوی خیال کیا گیا ہے کہ عرب کے مؤرخ ایک ایسے عظیم واقعہ کے متعلق خاموش ہین ۔ لیکن اِس اعتراض کا زور یقیناً عبد اللطیف اور مقریزی کی شہادت کے بعد گھٹ جاتا ہے اگرچہ لوگ یہ کہہ سکتے ہین کہ ظاہرا مقریزی کا وہ فقرہ جیسا کہ مسیو لانگل نے نشان دیا ہے صرف عبد اللطیف کے فقرہ کی نقل ہے ۔

"مَین نہین چاہتا کہ اُن ریمارکون سے جنکو کہ مین بیان کرون گا ایک ایسے عالم مصنف (مسیو لانگل مراد ہی کے ساتھ میدان مبارزت مین آؤن جسکی مین تہ دل سے نہایت عزت اور محبت رکھتا ہون لیکن مَین نے چند اور نئی خاص سندین پیدا کی ہین اور مین یقین کرتا ہون کہ یہ واقعہ جس طرح کہ ابو الفرج نے بیان کیا ہے گو آمیز ایسی تفصیلین ہین جو نکتہ چینی کی برداشت نہین کر سکتین تاہم یہ سچ ہے کہ وہ ایک تاریخی سچائی پر مبنی ہے اور یہ کہ عربون نے جب یہ شہر فتح کر لیا تھا تو عمرو بن العاص نے عمر کے فرمان کے مطابق یہ حکم دیا تھا کہ ایک مجموعہ جسمین بہت سی کتابین تھین اور جو اسکندریہ مین تھا آگ پر رکھدیا جائے"۔

اسکے بعد پروفیسر ڈساسی نے حاجی خلیفہ اور مقدمۂ ابن خلدون کی عبارت نقل کی ہے اور اُس سے کتب خانۂ اسکندریہ کے واقعہ پر استدلال کیا ہے ۔

پروفیسر ڈساسی نے جو نئی خاص سندین پیدا کین اُن کے دیکھنے کا ہمکو نہایت شوق تھا مگر افسوس کہ وہ کچھ نہ نکلین ۔ پروفیسر موصوف نے **پیرس** کے اتنے بڑے عظیم الشان کتب خانہ کو چھان کر صرف دو سندین مہیا کین ۔ ایک تو وہی حاجی خلیفہ کی عبارت جسکو ہم اوپر نقل کر چکے ہین ۔ دوسری مقدمہ ابن خلدون کا ایک فقرہ جس مین ایک موقع پر ضمناً اور اجمالاً ایران کے کتبخانہ کا ذکر آگیا ہے ۔ یہی عجیب منطق ہے کہ اسکندریہ کے کتب خانے کے جلائے جانیکا دعوےٰ کیا جائے اور دلیل مین ایران کا نام لیا جائے ۔ اگرچہ ابن خلدون کا یہ قول بالکل غلط اور تمام صحیح اور مستند تاریخون کے خلاف ہے ۔ لیکن ہم اس مقام پر اُس سے بحث نہین کرتے ۔ کیونکہ ہمارا مضمون اسکندریہ کے کتب خانہ پر ہے نہ ایران پر ۔

شاید یہ کہا جائے کہ پروفیسر ڈساسی نے ابن خلدون کے قول کو تائیدی شہادت مین پیش کیا ہے ۔ لیکن اُس سے یہ مقصد بھی حاصل نہین ہوتا کیونکہ اُس سے اگر کوئی نتیجہ نکلتا ہے تو یہ نکلتا ہے کہ اسکندریہ کا واقعہ بالکل بے اصل ہے ورنہ جس طرح ایران کا واقعہ ابن خلدون نے

اگر یہ دعوے کیا جائے کہ فلان واقعہ فلان عہد مین نہین ہوا - تو اسکی دلیل روایت کے لحاظ سے صرف یہ ہوگی کہ اُس عہد کے متعلق علم و واقفیت کے جسقدر ذریعے ہین اُن سے اُس واقعہ کا کہین پتہ نہین چلتا - اور درایت کے لحاظ سے یہ کہ تمام قرائن اور شہادتین اُس واقعہ کے ثبوت کے خلاف ہین - انہی وجوہ استدلال کے لحاظ سے ہم دعوے کرتے ہین کہ کتب خانہ اسکندریہ مسلمانون کے ہاتھ سے ہرگز برباد نہین ہوا -

اسلام کی ابتدائی تاریخین

اسلام مین تصنیف و تالیف کی ابتدا ۱۴۰ھ سے ہوئی اور اسی زمانہ مین تاریخ کی سب سے پہلی کتاب محمد بن اسحق نے لکھی جو آنحضرت کے حالات مین ہے - اس کے بعد اَور مصنفین نے عام تاریخین لکھی ہین جن مین خلفائے راشدین کی فتوحات و واقعات تفصیل سے مذکور ہین اس دور کی تصنیفات مین سے آج جو موجود ہین یا جن کا نام و نشان معلوم ہے یہ ہین -

فتوح البلدان بلاذری - بلاذری خلیفہ متوکل باللہ کے عہد مین تھا - اس تاریخ مین اُسنے تمام واقعات سند متصل کے ساتھ بیان کئے ہین -

تاریخ یعقوبی - یعنی تاریخ احمد بن ابی یعقوب بن جعفر بن وہب بن واضح کاتب العباسی یہ مصنف نہایت قدیم مصنف ہے اور مامون الرشید کے درباریون کا معصر ہے اُس نے یہ تاریخ ۲۵۹ھ ہجری تک لکھی ہے اور غالباً اس سنہ مین وہ موجود تھا - یہ کتاب دو جلدون مین ہے اور ۱۸۸۳ء مین بمقام لیدن چھاپی گئی -

تاریخ ابو حنیفہ دینوری - لیدن مین چھاپی گئی ہے -

تاریخ کبیر ابو جعفر جریر طبری - یہ تاریخ اگرچہ مذکورہ بالا تاریخون سے کسی قدر زمانہ مابعد کی ہے - کیونکہ اسکے مصنف نے ۳۱۰ھ ہجری مطابق ۹۲۲ء مین وفات پائی ہے لیکن اُس نے تمام واقعات سند متصل کے ساتھ لکھے ہین اور ہر روایت مین تمام راویون کے نام بیان کر دیئے ہین - یہ کتاب تمام اُن روایتون کا مخزن ہے جو تاریخ اسلام کے متعلق آج موجود ہین یا کبھی موجود تھین - اور اس لحاظ سے یہ کہنا صحیح ہے کہ جن مصنفون کے متعلق جو معتدبہ واقعہ اس کتاب مین نہین ہے وہ داخل تاریخ نہین - یہ ایک نہایت ضخیم کتاب ہے اور اُسکی ۲۳ جلدین ہالنڈ مین چھپ چکی ہین اور متعدد جلدین اَور باقی ہین -

ابن الاثیر و ابن خلدون جن کی تاریخین نہایت معتبر خیال کی جاتی ہین وہ تاریخ طبری ہی کا خلاصہ ہین اور خود ان مؤرخون نے اسکا اعتراف کیا ہے - ان تاریخون کے سوا تاریخ

عبداللطیف و حاجی خلیفہ کو تاریخ مین کیا رتبہ ہے۔

ہمکو ان مصنفون کی نسبت یہ بھی دیکھنا ہے کہ فن تاریخ مین ان کو کیا رتبہ حاصل ہے کیونکہ یورپین مورخون نے اس موقع پر بھی تدلیس سے کام لیا ہے۔ وہ بڑے بڑے شاندار لفظون مین حاجی خلیفہ اور عبداللطیف کی تعریف کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ان کی عظمت وشان کے لحاظ سے ان کا قول ضرور تسلیم کے قابل ہے۔ یورپین مصنفون کے اس فریب کی پردہ دری کے لیئے صرف ایک مختصر سا سوال کافی ہے۔ ہم بھی تسلیم کرتے ہین کہ عبداللطیف وحاجی خلیفہ بڑے پایہ کے مصنف ہین مگر سوال یہ ہے کہ کس فن مین؟ عبداللطیف بے شبہ بہت بڑا طبیب تھا۔ طب مین اسکی متعدد تصنیفات موجود ہین۔ ابن ابی اصیبعہ نے **طبقات الاطباء** مین اسکا مفصل تذکرہ لکھا ہے جس سے اس کی طبی معلومات اور عظمت شان کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ لیکن کیا اسکو کسی نے مورخ کہا ہے؟ کیا اس نے اپنی لائف مین کہین فن تاریخ کا تذکرہ کیا ہے۔ اگر یہ نہین ہے تو تاریخی واقعات مین اس کی عظمت وشان کس کام آئیگی۔ فارابی و بوعلی سینا کے حوالے سے اگر کوئی تاریخی واقعہ لکھا جائے تو کس حد تک اعتبار کے قابل ہوگا۔

حاجی خلیفہ نے بے شبہ کشف الظنون نہایت مفید کتاب لکھی ہے لیکن وہ کوئی تاریخ کی کتاب نہین ہے بلکہ اسلامی تصنیفات کی فہرست ہے۔ اسکے سوا حاجی خلیفہ کا کوئی کارنامہ ہمکو معلوم نہین۔ تاریخ مین نہ اسکی کوئی کتاب ہے نہ کسی نے اسکو مورخون مین شمار کیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے مخالفون کے لیئے یہ نہایت شرم کی جگہ ہے کہ ان کو ایک ایسے عظیم الشان واقعہ کے لیئے جو بخیال ان کے چھ مہینے تک قائم رہا۔ اسلام کی سیکڑون ہزارون تصنیفات مین سے کہین کوئی سہارا ہاتھ نہ آئے اور بمجبوری ان کو ایک طبیب اور فہرست نگار کے سایے مین پناہ لینی پڑے۔

واقعہ مفروضہ کے غلط ہونیکا دعوی اور نفی کے دعوی کا طرز بحث

یہان تک ہم نے جو بحث کی وہ اس حیثیت سے تھی کہ ہم نے مخالفین کو مدعی قرار دیا تھا کیونکہ اصول مناظرہ کی رو سے درحقیقت وہی مدعی ہین۔ لیکن اس سے بڑھکر ہم خود مدعی بنتے ہین اور دعوی کرتے ہین کہ حضرت عمرؓ کے حکم سے یہ کتب خانہ برباد نہین ہوا اور نہ کبھی مسلمانون نے اسکو برباد کیا۔ لیکن پہلے یہ سمجھ لینا چاہئیے کہ جو دعوی نفی کی صورت مین کیا جاتا ہے اس کے لیئے روایۃً و درایۃً استدلال کا کیا طریقہ ہے۔ مثلاً

تھا۔ لیکن جن تصنیفات مین ضمنی اور اتفاقی طور پر اس کا تذکرہ آسکتا تھا اُن مین کہین واقعۂ مفروضہ کا کہین پتہ نہین چلتا۔ مثلاً حکما اور طبیبون کے حالات مین جو کتابین لکھی گئی ہین اور جنمین **یحیی نحوی** کا ذکر عموماً کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ابو الفرج نے یہ فرضی قصہ جو گڑھا تو اُسی یحیی نحوی کے تذکرہ مین گڑھا اور یون بیان کیا کہ یحیی نے عمرو بن العاص سے کتب خانہ کے بچنے کی درخواست کی تھی جس کے جواب مین عمرو نے حضرت عمرؓ کے حکم سے کتب خانہ کے جلانے کا حکم دیا۔ یحیی طبیب اور فلاسفر تھا اور عربی زبان مین اُسکی تمام کتابین ترجمہ کیگئین اس لیے عربی تاریخین جو حکما اور اطبا کے حالات مین ہین اُن مین یحیی کا مفصل تذکرہ کیا گیا ہے۔ ابن ابی اصیبعہ نے طبقات الاطبا اور ابن الندیم نے کتاب الفہرست مین یحیی کے تمام حالات وواقعات اور اُسکی تصنیفات کے نام لکھے ہین۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ وہ عمرو بن العاص کے پاس حاضر ہوا اور عمرو نے اُسکی بہت کچھ عزت کی۔ ابن الندیم کے خاص الفاظ یہ ہین۔

ولما فتحت مصر علی یدی عمرو بن العاص دخل الیہ واکرمہ ورای لہ موضعا	یعنی جب مصر عمرو بن العاص کے ہاتھ سے فتح ہوا تو یحیی عمرو کی خدمت مین حاضر ہوا۔ عمرو نے اُسکی عزت وتکریم کی۔

ان تمام تصریحات کے ساتھ کتب خانہ کا کہین ذکر نہین جس سے علانیہ اس واقعہ کا بالکل بے اصل ہونا پایا جاتا ہے۔

ان تصنیفات کے علاوہ اُور قسم کی تصنیفات مثلاً جغرافیون سفرنامون۔ بیوگرفیون مین اس واقعہ کا ذکر ضمناً آسکتا تھا لیکن ان موقعون مین اس کا نام ونشان تک نہین۔

سچ یہ ہے کہ اگر یہ دعوے کیا جائے تو بالکل سچ ہے کہ عبداللطیف کی عبارت کے سوا جسکی حقیقت ہم اوپر بیان کرچکے **کل اسلام کا لٹریچر اس واقعہ کے ذکر سے خالی ہے!!** اس سے زیادہ اس واقعہ کے بے اصل ہونے کی کیا دلیل ہوگی؟

عیسائی مورخون کا سکوت

اس سے بڑھکر یہ کہ خود عیسائی قدیم تاریخون مین اس کا پتہ نہین۔ یوسکس المتوفی سنہ ۹۴۰ء جو دسوین صدی عیسوی مین اسکندریہ کا بطریق تھا اُس نے اسکندریہ کی فتح کا حال تفصیل سے لکھا ہے۔ اسیطرح المکین جو واقعہ مفروضہ کے تین سو برس بعد تھا یعنی ابوالفرج سے دو سو برس پہلے اُس نے تاریخ مصر خود مصر مین بیٹھکر لکھی اور اسکندریہ کی فتح کے حالات نہایت تفصیل سے لکھے۔ لیکن اُن دونون کتابون مین واقعہ مفروضہ کے

اسلام کے متعلق اور بھی بہت سی کتابیں لکھی گئیں لیکن قدیم واقعات کی نسبت ان سب کا ماخذ یہی چند کتابیں ہیں جن کا ذکر اوپر ہو چکا اور یہ صریح طور پر خود ان کتابوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔

ان کتابوں کے سوا مصر و اسکندریہ کے خاص حالات میں بہت سی کتابیں لکھی گئیں ان میں سے جس قدر ہم دریافت کر سکے یہ ہیں۔ خطط[1] مصر لابی عمر الکندی المتوفی سنہ ۲۴۶ھ کشف[2] الممالک لابن شاہین المتوفی سنہ ۸۷۳ھ - تاریخ[3] مصر لعبد الرحمن الصوفی المتوفی سنہ ۳۴۷ھ تاریخ[4] مصر لمحمد بن برکات النحوی المتوفی سنہ ۵۲۰ھ التالیف[5] المتناول الی سنہ ۷۲۰ھ تاریخ[6] مصر لمحمد بن عبد اللہ المتوفی سنہ ۴۲۰ھ - تاریخ[7] مصر للقفطی المتوفی سنہ ۶۴۶ھ تاریخ[8] مصر لقطب الدین الحلبی المتوفی سنہ ۷۳۵ھ - تاریخ[9] مصر لیحییٰ الحلبی المتوفی سنہ ۶۴۰ ہجری مقدس الانتصار[10] لابن دقماق المتوفی سنہ ۸۰۹ھ - عقود[11] الجواہر - نزہۃ الناظرین - الدرۃ[12] المضیئۃ اشرف[13] الطرف - نزہۃ[14] السنیۃ - تفریح[15] الکربۃ - فوائد[16] السلوک - بدائع[17] الزہور تحفۃ[18] الکرام باخبار الاہرام - اعلام[19] من ولی مصر فی الاسلام - تاریخ[20] مصر لابراہیم بن وصیف - جواہر[21] البحور مختار[22] للقضاعی - النقط[23] المعجم - الروضۃ[24] البہیۃ - مواعظ[25] و الاعتبار للمقریزی - جواہر[26] الالفاظ اتعاظ[27] الحنفاء - نجوم[28] الزاہرۃ - تاریخ[29] مصر لابن عبد الحکم - اگرچہ یہ تمام کتابیں آج نہیں ملتیں لیکن زمانہ مابعد کی متعدد تصنیفات ایسی موجود ہیں جن میں ان تمام قدیم کتابوں کی روایتیں جمع کر دی گئی ہیں مثلاً حسن المحاضرۃ سیوطی جس کے دیباچہ میں خود سیوطی نے لکھا ہے کہ میں نے اٹھائیس تاریخیں دیکھیں اور ان سے یہ کتاب طیار کی۔ سب سے مفصل اور بسیط مواعظ و الاعتبار بذکر الخطط و الآثار ہے جو مقریزی کی تصنیف ہے اور جس میں مصر و اسکندریہ کے متعلق ایک ایک جزئی واقعہ کا استقصا کیا گیا ہے۔

یہ تمام مقتبس کتابیں جن کا ذکر اوپر ہوا ہے ان کے سوا اس زمانہ کے حالات کے دریافت کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ ان میں سے کسی کتاب میں واقعہ مبحوث عنہ کا مطلق پتہ نہیں چلتا۔ ان کتابوں میں اور خصوصاً طبری و فتوح البلدان بلاذری و حسن المحاضرہ و خطط و الآثار للمقریزی میں اسکندریہ کی فتح کے نہایت تفصیلی حالات مذکور ہیں لیکن کتب خانہ کا ذکر تک نہیں۔

یہ کتابیں وہ ہیں جن میں اس واقعہ کو (اگر وہ واقع ہوتا) مستقل طور پر مذکور ہونا چاہیے

اس کتب خانہ کا برباد ہونا ایسا یقینی امر ہے جس سے وہ یورپین مؤرخین بھی انکار نہین
کرسکے جو اس واقعہ کے اثبات کے درپئے ہین۔ مسٹر ڈریپر اپنی کتاب مین لکھتے ہین کہ
جولیس سیزر نے نصف سے زیادہ کتابین جلادی تھین۔ اور اسکندریہ کے بطریقون
نے نہ صرف قریباً کل باقی کتابون کے منتشر ہونے کی اجازت دی بلکہ اپنی نگرانی مین
اُن کو منتشر کرایا۔ اوروسیس صاف بیان کرتا ہے کہ بیس سال بعد اس واقعہ کے
تھیوفلس نے شہنشاہ تھیوڈوسس سے تحریری اجازت کتب خانۂ مذکور کی بربادی
کی حاصل کی تھی۔ مین نے اُسکی الماریان اور خانے خالی دیکھے۔

چونکہ اس کتب خانہ کی بربادی یقینی امر تھا اس لیئے مخالفون نے ایک اور فریب

سراپیم کتب خانہ کا ذکر

سے کام لیا یعنی یہ دعوے کیا کہ عمرو نے جو کتب خانہ تباہ کیا وہ شاہی کتب خانہ نہ تھا
بلکہ سراپیم کا کتب خانہ تھا چنانچہ اسپکٹیٹر کے مضمون نگار نے ابو الفرج کی حمایت مین سراپیم
ہی کے کتب خانہ کا حوالہ دیا ہے۔ لیکن یہ توجیہ القول بما لا یرضی قائلہ ہے کیونکہ
ابو الفرج نے اپنی تاریخ مین جہان یہ لکھا ہے کہ یحییٰ نحوی نے عمرو بن العاص سے کتابون
کے لیئے درخواست کی وہان صاف یہ الفاظ لکھے ہین۔ کتب الحکمۃ اللتی فی
خزائن الملوکیۃ۔ یعنی فلسفہ کی وہ کتابین جو شاہی خزانون (کتب خانون) مین ہین"
لیکن اگر ہم تسلیم بھی کرلین کہ یہ حکایت سراپیم کے کتب خانہ کی نسبت ہے تاہم ہمارے مخالفون
کو یہ ثابت کرنا مشکل ہوگا کہ سراپیم کا کتب خانہ فتح اسکندریہ کے وقت موجود تھا بلکہ برخلاف
اس کے یہ ثابت ہوگا کہ کتب خانۂ مذکور کل یا قریب کل کے پہلے ہی برباد ہوچکا تھا۔

مسٹر کریل لکھتے ہین کہ سراپیم اور اُسکے کتب خانہ کا حال اس وقت تک تاریکی مین
پڑا ہوا ہے۔ یہ تو معلوم ہے کہ سراپیم کا معبد جس سے وہ کتب خانہ متعلق تھا تھیوڈوسیس
کے عہد مین سنہ ۳۸۹ء مین گرجا بنا دیا گیا تھا لیکن یہ امر کہ آیا اس تبدیل کے وقت وہ کتب خانہ
وہان موجود تھا یا ضایع ہوگیا تھا یا کتابین قسطنطنیہ کو منتقل ہوگئی تھین مطلق ثابت نہین
ہوتا۔ یہ اخیر خیال یعنی کتابون کا قسطنطنیہ جانا زیادہ تر قرین قیاس ہے کیونکہ تھیوڈوسیس
ثانی نے جو کتب خانہ پانچوین صدی مین بمقام قسطنطنیہ قایم کیا وہ زیادہ تر مصر و ایشیائے
کوچک کی کتابون سے تیار ہوا تھا۔

میو سٹڈیو فرانسیسی نے یہ تسلیم کر کے کہ کتب خانہ جو مشہور سراپیم مین تھا لکھا ہے

متعلق ایک حرف بھی مذکور نہیں - یہ دونوں مصنف متعصب عیسائی تھے جن کی نسبت مسلمانوں کے ساتھ کسی قسم کی بیجا طرفداری کا گمان نہیں ہو سکتا - اس کے ساتھ محقق اور علم دوست تھے اور اُن کی نگاہ میں اتنے بڑے بڑے علمی سرمایہ کا ضایع ہونا کوئی معمولی بات نہیں ہو سکتی تھی - مصر کے قیام اور ذاتی شوق کی وجہ سے مصر کے حالات کے متعلق اُن کے وسایل معلومات نہایت وسیع تھے ان باتوں کے ساتھ ان دونوں مؤرّخوں کا واقعہ مبحوث فیہ کے متعلق ایک حرف نہ لکھنا صریح اس بات کی دلیل ہے کہ اُس کی کچھ اصل نہیں چنانچہ انصاف پسند یورپین مصنفوں مثلاً گبن - کریل نے اس واقعہ کے بے اصل ہونے کے لیئے عموماً اس سے استدلال کیا ہے -

اس واقعہ کے بے اصل ہونے کی ایک نہایت قوی دلیل یہ ہے کہ جس کتب خانہ کا جلایا جانا بیان کیا جاتا ہے وہ اسلام کے دور سے پہلے ہی برباد ہو چکا تھا - اسکی حقیقت یہ ہے کہ یہ کتب خانہ شاہان مصر نے جو بت پرست اور بہت سے خداؤں کے ماننے والے تھے قائم کیا تھا - جب مصر میں عیسائیت کا دورہ ہوا - تو عیسائی بادشاہوں نے تعصب مذہبی کی وجہ سے ان کتابوں کی بربادی شروع کی اور اُن کے اس ارادہ کو پادریوں نے اور بھی اشتعال دیا -

چنانچہ یورپ کے بڑے بڑے نامور مصنفوں اور مؤرخوں کو تسلیم کرنا پڑا کہ یہ کتب خانہ اسلام سے پہلے برباد ہو چکا تھا - موسیو رینان جو فرانس کا ایک مشہور عالم ہے اُس نے ایک دفعہ یونیورسٹی میں اس عنوان پر لکچر دیا تھا "اسلام اور علم" یہ لکچر ایک رسالہ کی صورت میں بمقام پیرس سنہ ۱۸۸۳ء میں چھپا ہے - اگرچہ یہ لکچر مسلمانوں کے برخلاف نہایت تعصب آمیز تھا یعنی اس میں نہایت تشدد سے یہ ثابت کیا تھا کہ اسلام اور علم کبھی جمع نہیں ہو سکتے تاہم اس متعصب شخص نے کتب خانہ اسکندریہ کے متعلق یہ الفاظ لکھے ہیں "اگرچہ یہ بار بار کہا گیا ہے کہ عمرؓ نے کتب خانہ اسکندریہ کو برباد کرا دیا لیکن یہ صحیح نہیں - کتبخانہ مذکور اس زمانہ سے پہلے ہی برباد ہو چکا تھا"

مانہ مذکور اسے پہلے ہو چکا تھا

اس شاہی کتب خانہ کی تفصیلی کیفیت مسٹر کریل نے اپنے مضمون میں لکھی ہے اور اسکے عہد بعہد کی بربادی کا ذکر نہایت تفصیل سے کیا ہے لیکن چونکہ مسٹر کریل کا مضمون ہمارے رسالہ کے اخیر میں بطور ضمیمہ شامل ہے اس لیئے ہم اسکو یہاں نقل نہیں کرتے

کاغذ کا بنا ہوا تھا"

اس قصے کے گڑھنے والون نے یہ قصہ مسلمانون کے بدنام کرنے کے لیئے گڑھا لیکن اُنکو یہ خیال نہ آیا کہ اسکی وجہ سے مسلمانون سے زیادہ عیسائی موجب الزام ٹھہرتے ہین۔ عمرو بن العاص نے بفرض محال اسقدر کیا کہ کتابین حماسون مین بھجوا دین۔ لیکن حمام والے جسقدر تھے وہ کتابون کو بچا سکتے تھے اور بجائے اُسکے اور ایندھن سے کام لے سکتے تھے۔ عمرو بن العاص نے اس کے بعد اسکندریہ مین چھ مہینے تک قیام بھی نہین کیا تھا کہ اُسکی بازپُرس کا ڈر ہوتا۔

اگرچہ یہ سرسری اور عام فہم قیاسات واقعہ مفروضہ کے ابطال کے لیئے کافی ہین لیکن زیادہ تدقیقات سے اَور بھی اُسکی رہی سہی قلعی کھل جاتی ہے۔ اس واقعہ کو اگر ہم درایت کی نگاہ سے دیکھنا چاہین تو ہمکو ان امور پر لحاظ کرنا ہوگا۔ اسکندریہ پر کس طرح اور کن شرائط کے ساتھ قبضہ کیا گیا؟ اس حیثیت سے اَور ممالک جو فتح ہوئے وہان کیا برتاؤ ہوا؟ اس قسم کے موقعون مین حضرت عمر کا عموماً طرز عمل کیا تھا؟ عمرو بن العاص کا ذاتی میلان اور مذاق طبیعت کیا تھا؟

اسکندریہ کے علمی خزانون کے آثار اسلام مین ملتے ہین یا نہین؟ ان مین سے ہر سوال کا جواب اس بحث کا کم و بیش فیصلہ کر سکتا ہے۔

یہ امر تمام صحیح تاریخون سے ثابت ہے کہ اسکندریہ فتح ہونے کے بعد ذمیانہ عہد مین داخل ہو گیا یعنی وہان کی تمام رعایا **ذمی** قرار دی گئی۔ فتوح البلدان بلاذری مین جو نہایت قدیم تصنیف ہے اور جس کا مصنف تمام واقعات اپنی سند و روایت سے بیان کرتا ہے لکھا ہے۔

ثم ان عمرو افتتحها بالسیف وغنم مافیها واستبقی اهلها ولم یقتل ولم یسب وجعلهم ذمة	یعنی عمرو نے اسکندریہ کو تلوار سے فتح کیا اور غنیمت لوٹی اور وہاں کے لوگونکو باقی رکھا اور قتل و قید نہین کی اور لوگونکو ذمی قرار دیا

مصر وغیرہ کا ساتھ وقف

یہی الفاظ ابن الاثیر و ابن خلدون وغیرہ مین بھی ہین۔

ذمیون کے جو حقوق قرار دیئے گئے تھے اُن مین سب سے مقدم یہ تھا کہ اُنکی جان۔ مال۔ نقد۔ اسباب۔ مویشی۔ مکانات وغیرہ سے کسی قسم کا تعرض نہین کیا جائیگا فارس و شام کی فتوحات مین جو تحریری معاہدے ذمیون سے ہوئے وہ تمام تاریخون مین

کہ کسی معاصر مؤرخ نے اس واقعہ (یعنی عمرو بن العاص کا کتب خانہ کو برباد کرنا) کو بیان نہین کیا لیکن اگر وہ صحیح بھی ہو تاہم وہ صرف معدودے چند کتابون سے متعلق ہوگا کیونکہ اُس کتب خانہ کے حصّے سنہ ۳۹۱ء مین سیزر کے عہد مین اور تھیوڈوسیس کے عہد مین برباد ہوچکے تھے۔

قوعۂ مفروضہ کی تحقیق اصول ایت سے

اب ہم اصول درایت کے معیار سے اس واقعہ کی صحت و عدم صحت کا اندازہ کرنا چاہتے ہین۔ واقعۂ مذکورہ کو ابو الفرج (جو اس فرضی قصہ کا موجد اوّل ہے) نے جن خصوصیتون کے ساتھ بیان کیا ہے وہ تو اسقدر لغو ہین کہ عموماً تمام یورپین مؤرخین موافق ہون یا مخالف۔ اسکو افسانۂ باطل سمجھتے ہین۔ پروفیسر ڈساسی جنھون نے بڑے زور شور سے اس واقعہ کو ثابت کرنا چاہا ہے تسلیم کیا ہے کہ ابو الفرج کے بیان مین جو تفصیلین ہین صحیح نہین۔ برٹش انسائیکلوپیڈیا کے لکھنے والون نے بھی اسکی ہنسی اڑائی ہے۔ اور درحقیقت ایک کتب خانہ کا حمامون مین (جن کی تعداد چار ہزار تھی) تقسیم کیا جانا اور چھ مہینہ تک کتابون کا جلتا رہنا اور ایندھن کے کام آنا۔ افسانہ کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے؟ ابو الفرج نے اگرچہ مصر کے تمام حمامون کی تعداد نہین بتائی لیکن یہ صحیح طور پر معلوم ہے کہ وہ چار ہزار تھے۔ اس لیئے حمامہائے مصر اور چار ہزار کی تعداد کو لازم و ملزوم سمجھنا چاہیئے جیسا کہ اکثر یورپین مؤرخون نے سمجھا ہے۔ اب اگر دیکھا جائے کہ اربعہ متناسبہ کی رو سے فی حمام ہر روز کیا تعداد پڑتی ہے تو معلوم ہوگا کہ روز فی حمام ایک کتاب کا بھی پرتہ نہین پڑتا بلکہ نصف کتاب سے متجاوز نہین ہوتا۔ یا تو حمام ایسے مختصر تھے کہ ایک دن کے لیئے ایک کتاب بلکہ نصف کتاب کافی ہوتی تھی یا کتابین اس قدر ضخیم تھین کہ ایک کتاب کا آدھا حصہ حمام کے لیئے سارے دن ایندھن کا کام دیسکتا تھا۔

یہ بھی مسلم ہے کہ اس زمانہ مین کتابین چمڑے کے کاغذ پر لکھی جاتی تھین جو ایندھن کا کام نہین دیسکتا تھا۔ اس لیئے کتابون کا اس کام کے لیئے استعمال کرنا تو بھی بیہودہ معلوم ہوتا ہے۔ ڈیپر صاحب لکھتے ہین کہ "ہمکو یقین ہے کہ اسکندریہ کے حمام والے جب تک کوئی اور شے جلانے کے لیئے پاسکتے تھے اُنھون نے چمڑے کا کاغذ (جسپر کتابین لکھی تھین) نہین جلایا ہوگا۔ اور ان کتابون کا بہت بڑا حصہ چمڑے ہی

جب یہ مسلم ہے کہ اسکندریہ والے ذمّی قرار دیئے گئے۔ اور ذمیّون کے ساتھ جو کچھ حضرت عمر کا طرز عمل تھا وہ تفصیلاً معلوم ہے تو کیونکر ممکن ہے کہ اسکندریہ والون کی ایک بڑی یادگار (کتب خانہ) کو ایس بے رحمی سے برباد کیا جاتا؟ کیا یہ کتب خانہ مسلمانون کو گرجاؤن اور آتشکدون سے زیادہ ناگوار ہو سکتا تھا؟ تمام ممالک مفتوحہ مین جب سیکڑون ہزارون گرجے اور آتشکدے قائم رکھے گئے اور اُن کی حفاظت کے لیئے تمام فرامین مین یہ خاص الفاظ لکھے گئے۔

لا يهدم لهم بيعة ولا كنيسة داخل المدينة ولا خارجها	یعنی کوئی گرجا اور عبادتگاہ ڈھایا نہ جائے گا نہ شہر کے اندر اور نہ باہر۔

تو کتب خانہ کی نسبت ایسا ظالمانہ برتاؤ کیونکر قیاس مین آسکتا ہے۔

سچ یہ ہے کہ ابوالفرج کو (جو اس فرضی قصہ کا موجد ہے) جھوٹ بولنا بھی نہین آتا تھا۔ وہ اگر اس واقعہ کو عین محاصرہ اور فتح کی حالت مین بیان کرتا تو قیاس مین آسکتا تھا کیونکہ حملہ و مقابلہ کا جوش کسی چیز کی پروا نہین کرتا۔ لیکن یہ تسلیم کرکے کہ شہر کو امن دیدیا گیا اہل شہر ذمّی قرار دیئے گئے۔ حملہ اور معرکہ آرائی کا جوش تھم چکا۔ اُسوقت ایسا ظالمانہ عمل صرف ابوالفرج ہی کے قیاس مین جائز ہو سکتا ہے۔ پروفیسر سدیو نے اسی بنا پر ابوالفرج کے بیان کو ناقابل اعتبار سمجھا ہے۔ وہ لکھتے ہین کہ "جب یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ فتح کے پہلے وہلہ مین شہر غارت نہین کیا گیا تو یہ یقین کرنا مشکل ہے کہ ایسے وحشیانہ کام کا اُسوقت حکم دیا گیا ہو جبکہ فاتحین کا خون سرد ہو چکا تھا"

عمرو بن العاص کی قابلیت اور مذاق کا خود ابوالفرج نے اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ وہ یحییٰ نحوی کے تذکرہ مین لکھتا ہے۔

عمرو بن العا[ص]
مذاق علم

دخل على عمرو وقد عرف موضعه من العلوم فاكرمه عمرو وسمع من الفاظه الفلسفية التي لم تكن للعرب بها انسة ما هاله وكان عمرو عاقلاً حسن الاستماع صحيح الفكر فلازمه وكان لا يفارقه	یعنی وہ (یحییٰ نحوی) عمرو کے پاس حاضر ہوا۔ عمرو نے اُسکے علمی مرتبہ سے واقف ہوکر اُس کی عزت کی۔ عمرو نے اُس سے وہ فلسفیانہ الفاظ سنے جس سے عرب کبھی مانوس نہ تھے اس لیئے وہ اُسپر مفتون ہو گیا اور عمرو عاقل۔ خوش فہم صحیح الفکر شخص تھا اس لیئے اُس نے یحییٰ نحوی کی صحبت کو لازم پکڑ لیا اور اُسکو کبھی جدا نہین کرتا تھا

مستقوان مین اور سب مین اس حق کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے - خود مصر کے معاہدے کے یہ الفاظ ہین :-

هذا ما اعطى عمرو بن العاص اهل مصر من الامان على انفسهم ودمهم وموالهم وكنائسهم وصلبهم وبرهم وبحرهم	یعنی عمرو بن العاص نے اہل مصر کو اُن کی جان - خون - مال - متاع - ندکو امان عطا کی -

معجم البلدان مین ایک اور صحیح روایت سے نقل کیا ہے کہ معاہدے مین یہ الفاظ یا مضمون داخل تھا -

وان لهم ارضهم واموالهم لا يتعرضون فی شئ منها " یعنے اُن کی زمین اور مال اُنہیں کا رہیگا اور اُن مین سے کسی چیز مین تعرض نہ کیا جائیگا "

اہل ذمہ کے ساتھ حضرت عمرؓ کا جو طرز عمل تھا اُس کی پوری تفصیل کا تو یہ موقع نہین ہے لیکن اجمالاً اسقدر کہنا ضرور ہے کہ اُنھون نے ذمیون کی جان و مال کو ہمیشہ مسلمانون کی جان و مال کے برابر سمجھا - شہر حیرت مین ایک مسلمان نے ذمی کو قتل کر ڈالا تھا - اُس کے بدلے مسلمان کے قتل کا حکم دیا اور اس حکم کی علانیہ تعمیل کرائی مفلس ذمیون کے لیئے بیت المال سے روزینے مقرر کیئے - فارس و شام کی تمام فتوحات مین گرجے اور معبد محفوظ رکھے - اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ مرنے کے وقت جو تین وصیتین کین اُن مین ایک یہ تھی - ذمیون کے ساتھ حضرت عمرؓ کا عام برتاؤ -

اوصى الخليفة من بعدى بذمة رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يوفى لهم بعهدهم وان يقاتل من ورائهم ولا يكلفوا فوق طاقتهم -	میرے بعد جو خلیفہ مقرر ہوگا اُس کے لیئے مین رسول اللہ کے ذمہ پر وصیت کرتا ہون کہ ذمیون کے معاہدون کو بجا لائے اور اُن کی حفاظت کے لیئے اُن کے دشمنون سے لڑے ا اُن کو طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دیجائے -

یورپ کے متعصب مصنفین اگرچہ حضرت عمر کی شدت اور جبروت کے شاکی ہین لیکن اس سے انکار نہین کرسکتے کہ جس وقت جو کچھ اُن کی زبان و قلم سے نکلا وہ اُسی طرح برتا بھی گیا متعصب سے متعصب مؤرخین عیسائی - اُن کی تمام زندگی کا ایک واقعہ بھی نہ بتا سکے جس مین اُن کا عمل - قول کے مخالف تھا -

ان سب مین یحیی نحوی نے زیادہ عمر پائی اور عمرو بن العاص کے زمانہ تک زندہ رہا۔ اسکندریہ کے قدیم کتب خانے تو بہت پہلے برباد ہو چکے تھے۔ لیکن اخیر زمانہ مین جو علمی سرمایہ مہیا ہوا تھا وہ اسلام کی فتح کے وقت موجود تھا اور زمانۂ مابعد تک بھی باقی رہا چنانچہ دولت عباسیہ کے زمانہ مین جب علمی یادگارون کی تلاش ہوئی تو اسکندریہ سے معتد بہ ذخیرہ ہاتھ آیا۔ ہارون الرشید و مامون الرشید و متوکل باللہ کے عمال جو شام۔ فلسطین ایشیائے کوچک۔ سائپرس مین فلسفی اور طبی تصنیفات ڈھونڈھتے پھرتے تھے اسی غرض سے اسکندریہ بھی گئے تھے اور بہت سی کتابین حاصل کین۔ حنین بن اسحق نے لکھا ہے کہ "جالینوس کی کتاب البرہان کی تلاش مین مین جزیرہ و شام۔ فلسطین۔ مصر کے تمام شہرون مین پھرا۔ یہان تک کہ اسکندریہ پہونچا۔ لیکن کتاب مذکور کا کہین پتہ نہ چلا۔ صرف دمشق مین اُس کے چند حصے وہ بھی بے ترتیب ملے" حنین کو اگرچہ اس کتاب کے ملنے مین اس وجہ سے ناکامی ہوئی کہ قدیم کتب خانے اسلام سے پہلے ہی برباد ہو چکے تھے لیکن زمانۂ مابعد کی تصنیفات جو شروع اسلام تک محفوظ تھین قریباً کل ہاتھ آئین۔ جن سات حکیمون کا اوپر ذکر ہوا اُن کی تمام تصنیفات محفوظ ملین اور عربی زبان مین اُن کے ترجمے کیے گئے۔ یحیی نحوی کی کتابون کے ساتھ زیادہ اعتنا کیا گیا چنانچہ اُس کی جس قدر کتابین عربی زبان مین ترجمہ کی گئین اُن مین سے چند یہ ہین:۔

یحیی نحوی کی تصنیفات

تفسیر کتاب قاطیغوریاس لارسطو۔ تفسیر کتاب انالوطیقاے الاولی لارسطو۔ تفسیر کتاب انالوطیقاے الثانی لارسطو۔ تفسیر کتاب طوبیقا لارسطو۔ تفسیر کتاب السماع الطبیعی لارسطو۔ تفسیر کتاب الکون والفساد لارسطو۔ تفسیر کتاب مابال لارسطو۔ تفسیر کتاب الفرق لجالینوس۔ تفسیر کتاب الصناعۃ لجالینوس۔ تفسیر کتاب النبض الصغیر لجالینوس تفسیر کتاب اغلوقن لجالینوس۔ تفسیر کتاب الاسطقسات لجالینوس۔ تفسیر کتاب القوی الطبیعیۃ لجالینوس۔ تفسیر کتاب التشریح الصغیر لجالینوس۔ تفسیر کتاب العلل والاعراض لجالینوس۔ تفسیر کتاب تعرف علل الاعضاء الباطنۃ لجالینوس۔ تفسیر کتاب النبض الکبیر لجالینوس۔ تفسیر کتاب الحمیات لجالینوس۔ تفسیر کتاب البحران لجالینوس تفسیر کتاب ایام البحران لجالینوس۔ تفسیر کتاب منافع الاعضاء لجالینوس۔ تفسیر کتاب تدبیر الاصحاء لجالینوس۔ تفسیر کتاب المزاج لجالینوس۔ جوامع کتاب التریاق لجالینوس

اَب خیال کرو کہ ایسا قابل اور علم دوست شخص جس نے باوجود مذہبی جوش کے ایک عیسائی عالم کو اپنا رفیق و ہمدم بنا لیا ہو۔ اس کے ساتھ اُسکو علمی مباحثہ بلکہ فلسفہ کا چسکا پڑ چکا ہو وہ اس بے رحمی سے مدت تک کتب خانہ کو برباد کرتا جو ایک جاہل سے جاہل شخص بھی نہین کر سکتا۔ مانا کہ وہ خود مختار نہ تھے لیکن حضرت عمرؓ کو جو خط لکھا تھا اُسمین کتب خانہ کے لیئے سفارش تو کر سکتے تھے۔ عمرو نے بہت سے کامون مین اکثر زور ڈال کر حضرت عمرؓ سے اجازت حاصل کی تھی۔ مصر و اسکندریہ پر لشکر کشی کے لیئے حضرت عمرؓ کسی طرح راضی نہ ہوتے تھے۔ عمرو نے اُن کو مجبور کیا اور ذمہ واری کی کہ اُس کا فتح کرنا کچھ مشکل نہین ہے تو اُسوقت حضرت عمرؓ نے اجازت دی۔ بلکہ علامہ بلاذری (جو نہایت مشہور اور مستند مورخ ہے) کی روایت کے موافق عمرو بن العاص نے حضرت عمرؓ کی اجازت کا بھی انتظار نہ کیا اور مصر کو روانہ ہو گئے۔ اور یہ تو عموماً مسلم ہے کہ مصر و اسکندریہ کی فتح جس شرط پر ہوئی اور معاہدہ مین جو شرطین قلمبند ہوئین وہ بالکل عمرو نے اپنی رائے سے لکھین۔ حضرت عمرؓ کو اُن کی اطلاع البتہ دی اور اُنھون نے اُسکو منظور کر لیا۔ کیا کتب خانہ کی نسبت عمرو بن العاص ایسا نہین کر سکتے تھے؟

اِس سے زیادہ تعجب یہ ہے کہ عمرو بن العاص نے اسکندریہ کی فتح کے بعد دربار خلافت مین جو خط بھیجا اُسمین ایک ایک چیز کی تفصیل کی ہے۔ چنانچہ فتح کے ذکر کے بعد لکھا ہے کہ "اس شہر مین چار ہزار حمام۔ چار ہزار قصر۔ چالیس ہزار خراجگذار یہودی۔ چار سو شاہی سیرگاہین۔ بارہ ہزار باغ جن کی ترکاری بکتی ہے موجود ہین" لیکن اِن تفصیلون مین ہمکو اپنے دوست ابو الفرج کے فرضی کتب خانہ کا کہین پتہ نہین چلتا۔

تمام واقعات تاریخی پر غور کرنے سے حقیقت واقعہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اسکندریہ مین جس قدر قدیم کتب خانہ تھے اسلام کے زمانہ سے پہلے ہی برباد ہو گئے تھے۔ جس کے اسباب و اتفاقات مورخون نے بہ تفصیل لکھے ہین لیکن ان آفتون پر بھی علمی آثار بالکل معدوم نہین ہو گئے تھے۔ اور ایک ایسے شہر مین جو سیکڑون برس تک دار العلوم رہ چکا تھا۔ علمی یادگارون کا یکلخت معدوم ہو جانا ممکن بھی نہ تھا۔ چنانچہ زمانہ اسلام سے کسی قدر پہلے اسکندریہ مین سات نہایت مشہور طبیب اور فلاسفر موجود تھے جنکے نام یہ ہین۔ اسطفن۔ جاسیوس۔ تادودسیوس۔ اکیلاؤس۔ انفیلاؤس۔ فلادیوس۔ یحیی نحوی

حسن عقیدت سے ہے یہ کہہ دینا ضرور ہے کہ واقعہ مفروضہ گو ایک زمانہ مین تمام یورپ مین تسلیم کیا جاتا تھا لیکن جس قدر تاریخی تحقیقات کو ترقی ہوتی گئی اُسی نسبت سے اُسکی تصدیق کا زور گھٹتا گیا - یہان تک کہ حال کے مصنفین مین زیادہ تر اُنہی لوگون کی تعداد ہے جو اُسکو غلط اور مشکوک واقعہ قرار دیتے ہین - آج تک اسقدر ہوا ہے اور اُمید ہے کہ وہ دن بھی آئے جب زیادہ غور اور تحقیق کے بعد تمام یورپ متفق ہوکر علانیہ کہدے کہ

مصرعہ

ہم الزام اُن کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

ضمیمہ

تمہید

کتب خانۂ اسکندریہ کی بربادی کا ذکر اثباتاً یا نفیاً اگرچہ یورپ کے اکثر مؤرخون نے کیا ہے لیکن جن مصنفون نے اسپر تفصیلی اور مستقل مضامین لکھے اور جو ہماری نگاہ سے گذرے صرف تین ہین - مسٹر وایٹ - پروفیسر ڈساسی - پروفیسر کریل - پروفیسر ڈساسی کے آرٹکل کا خلاصہ بلکہ قریباً پورا آرٹکل ہمارے مضمون مین نقل ہو چکا ہے - باقی دو مصنفون کے مضمون کا بعینہ ترجمہ ہم شایع کرتے ہین جس سے متعدد فایدے حاصل ہوسکتے ہین -

جوامع کتاب الفصد لجالینوس - کتاب الرّد علی برقلس - کتاب فی ان ن جسم متناہ فقوتہ متناہیتہ - کتاب الرّد علی ارسطو - کتاب الرّد علی تطلورسس - شرح کتاب ایساغوجی لفرفوریوس - اِن کے سوا اَور بھی کتابین ہین جن کی تفصیل طبقات الاطبا وکتاب الفہرست لابن الندیم مین ملتی ہے - اگر اسکندریہ کا کتب خانہ عمرو بن العاص کے زمانہ مین برباد ہوا ہوتا تو سب سے پہلے یحییٰ نحوی کی تصنیفات برباد ہونی چاہیئے تھین جو عمرو بن العاص کا ہمعصر اور بقول ابوالفرج کے کتب خانۂ مذکور کا مہتمم تھا -

غرض مصر و اسکندریہ وغیرہ مین اسلام کے زمانہ تک جو سرمایہ محفوظ رہ گیا تھا وہ ہرگز ضائع نہین ہونے پایا - البتہ جو کچھ اسلام سے پہلے تلف ہو چکا تھا اُسکو وہ دوبارہ پیدا نہین کرسکتا تھا - ہمکو تاریخون سے اس بات کا بھی پتہ لگتا ہے کہ نہایت قدیم زمانہ کی بھی کوئی چیز اگر زمانہ اسلام تک کسی وجہ سے محفوظ رہ گئی تو وہ ہرگز برباد نہین ہونے پائی بلکہ زمانۂ مابعد مین نہایت قدردانی کے ساتھ یادگار کے طور پر اُسکو محفوظ رکھا گیا - ابن البندی نے جو مصر کا رہنے والا اور علم اصطرلاب کا بڑا ماہر تھا لکھا ہے کہ وزیر ابوالقاسم علی بن احمد الجرجانی نے سنہ ۴۳۵ ہجری مین قاہرہ کے کتب خانہ کا جائزہ لیا اور قاضی ابوعبداللہ القضاعی و ابن خلق وراق کو حکم دیا کہ کتابون کی فہرست تیار کرین اور جلدین جو خراب ہوگئی ہین اُن کی درست کرائین - مَین بھی اُن دونون بزرگون کے ساتھ اس غرض سے وہان گیا کہ اپنے مذاق کی کتابون کی سیر کرون چنانچہ صرف نجوم و ہندسہ و فلسفہ کے متعلق جو اجزا تھے اُن کی تعداد چھ ہزار پانسو تھی - یہین مَین نے

بطلیموس کے ہاتھ کا بنا ہوا کرہ

تلنبے کا ایک کرہ دیکھا جو بطلیموس کے ہاتھ کا بنا ہوا تھا مَین نے اُسکی قدامت کا اندازہ کرنا چاہا تو حساب سے ثابت ہوا کہ دو ہزار دو سو پچاس برس کی مدت کا ہے - یہین مجھکو ایک اَور کرہ ملا جو چاندی کا تھا اور جسکو ابوالحسن صوفی نے عضدالدولہ کے لیئے بنایا تھا اُس کا وزن تین ہزار درم تھا اور تین ہزار دینار (پندرہ ہزار روپیئے) کو خریدا گیا تھا -

اگرچہ ہم نے اس بحث کو مجتہدانہ اصول کے ساتھ طے کردیا ہے اور اِس وجہ سے ہمکو اِس کی کچھ پروا نہین کہ یورپ کے مؤرخین ہمارے ہمزبان ہین یا نہین - تاہم تقلید پسندون اور بالخصوص اُن لوگون کی تسلی کے لیئے جنکو یورپ کے ساتھ نہایت

مضمون

متعلق کتب خانۂ اسکندریہ - بزبان جرمن

نوشتہ

Van Ludaf Krell

وان لوڈف کریل

جسکو اُنہون نے اجلاس چہارم اورنٹیل کانفرنس منعقدہ ستمبر ۱۸۷۸ء بمقام فلارنس پڑھا۔

مترجمہ

عالی جناب شمس العلما مولوی **سید علی** بلگرامی بی اے - بی ایل - جیالوجسٹ -
انسپکٹر جنرل معدنیات حیدرآباد دکن -

ہمیشہ سے اہل عرب کے ذمہ یہ شدید الزام لگایا گیا ہے کہ یہی تھے جنہون نے سنہ ۶۴۲ء مین اسکندریہ کو فتح کرنے کے وقت وہان کا عجائب خانہ اور اُسکے ملحق کتب خانہ کو جلایا - یہ الزام عربون پر قایم کرنے والے خود مشہور عرب مؤرخین مثل[1]

---

[1] اس جگہ [illegible] فرماتے ہین کہ "یہ الزام خود عرب مؤرخون نے لگایا ہے" - حالانکہ آگے چل کر تسلیم کیا ہے کہ قدیم مؤرخین عرب مین سے اس واقعہ کا کسی نے ذکر نہین کیا ہے - عبد اللطیف کو مشہور اور نامور مؤرخ بتاتے ہین اور اسی مضمون مین دوسرے موقع پر لکھا ہے کہ "عبد اللطیف کوئی مؤرخ نہ تھا" - حاجی خلیفہ و مقریزی نے جس طرح اس واقعہ کو لکھا ہے اُسکو ہم اپنے مضمون مین لکھ آئے ہین ناظرین اُس موقع کو ملاحظہ فرمائین - ۱۲ -

شبلی

۱- جو یورپین مورخ اس واقعہ کی اثبات کے درپے ہین - اُن مین سب سے مدلل اور پُرزور تقریر مسٹر وائیٹ کی خیال کی جاتی ہے - چنانچہ مسٹر کرچین نے اس واقعہ کے ثبوت مین بڑے دعوے سے اُنھین کا حوالہ دیا ہے - اس لیئے مسٹر وائیٹ کے آرٹکل کے ترجمہ شایع کرنے سے یہ فائدہ ہے کہ ہمارے ناظرین اندازہ کر سکین کہ مسٹر موصوف نے اپنے دعوے کے ثبوت مین کیسی وہمی اور دور راز کار دلیلین پیش کی ہین - اس سے یہ بھی ظاہر ہوگا کہ یہ واقعہ اسقدر بے اصل ہے کہ اُس کے ثابت کرنے مین بڑے بڑے مصنفین کو بالآخر عاجز اور درماندہ ہونا پڑتا ہے -

۲- اسی کے مقابل پروفیسر کرِل کے مضمون سے (جو اس واقعہ کے منکر ہین) ظاہر ہوگا کہ اس واقعہ کے نفی کے دلائل بمقابلہ ثبوت کے کس قدر قوی اور قابلِ اطمینان ہین -

۳- سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ یورپین مورخون کے طرز استدلال سے واقفیت ہوگی جس سے ظاہر ہوگا کہ اُن کا طرز بحث ایسا ہے جس سے بہت سی فضول اور بیفائدہ نئی بحثین پیدا ہوجاتی ہین اور اصل بحث اکثر ناختتم رہ جاتی ہے یعنی اُنکا قطعی فیصلہ نہین ہوتا - چنانچہ یہ امر مسٹر وائیٹ اور پروفیسر کرِل دونون کی تحریر سے واضح ہے - اب ناظرین دونون مضمون نگارون کی تحریرون کو ملاحظہ فرمائین -

اگرچہ مذہب کی تعلیم تو وہی ہے جیسا کہ اوپر لکھا گیا لیکن عمل مین اسقدر سختی نہ تھی اور اُور فتوحات شام و مصر و ایران کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جزیہ کا دینا کفار کو موت اور غلامی سے نجات دیدیتا تھا۔ اور علی الخصوص یہود و نصاریٰ کے ساتھ جو اہل کتاب مین سے تھے بہت زیادہ نرم برتاؤ ہوتا تھا۔

بتدریج ابتدائی جوش کم ہوگیا اور کچھ تو اصلی ہمسایگی کا مقتضا ہوا اور کچھ اعلیٰ عجم کے خیالات کا اثر لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ اُس کتابی سختی مذہبی اور اُس کے عمل مین فرق ہونیگا اور غیر مسلم مفتوحہ قومون کے ساتھ برتاؤ مین رعایت ہونے لگی۔ بالآخر یہ دستور العمل کل ممالک مفتوحہ مین جاری ہونے لگا۔ اور طریقہ سلوک اسپر موقوف ہوگیا کہ کسی خاص سپہ سالار کو مفتوحہ اقوام کی نسبت خلیفہ کی طرف سے کس قسم کی ہدایت ملی ہے۔ خود خلفا اسقدر مختلف المزاج ہونے لگے اور اُن کے مختلف زمانون مین مختلف اثر اس قسم کے پڑنے لگے کہ یہ ہرگز نہین کہا جا سکتا کہ عملاً قوم مفتوحہ کے ساتھ بہت زیادہ سختی کی جاتی تھی۔ مثلاً خود خلیفہ اوّل اور خلیفہ دوم کے مزاجون مین کس قدر فرق تھا۔ ابوبکرؓ مین رحم اور جوش تھا۔ برخلاف اس کے عمرؓ سے زیادہ سخت اور شدت کے ساتھ منصف اور راست باز شخص خیال کرنا مشکل ہے اور اُن کو اسلام کی سلطنت عملی کا بانی کہنا نہایت درست ہے۔ خود زمانہ رسالت مین اسلام کی لڑائیون مین جس مین عمر موجود تھے۔ بدر مین اور خیبر مین اُنھون نے اپنی جوانمردی اور سپہ سالاری کا ثبوت علی روس الاشہاد دیا۔ اور جس وقت سنہ ۶۳۴ء مین ابوبکرؓ کے بعد اور اُن کے خاص انتخاب کی بنا پر وہ خلیفہ اسلام ہوئے تو اُن کا پہلا کام نجران کے نصاریٰ اور خیبر کے یہودیون کو نکالنا تھا۔ رسالت مآب نے اپنی وفات کے وقت یہ خواہش بیان کی تھی کہ خود عربستان مین جو خاص مقام رسالت تھا سوائے مذہب اسلام کے اَور کوئی مذہب نہ رہنے پائے۔ پس اس اخیر وصیت نبوی کا پورا کرنا اُن کے خلیفہ کا پہلا فرض تھا لیکن ابوبکرؓ نے پولٹیکل وجوہات سے اس وصیت کے پورا کرنے کا ارادہ نہین کیا۔ مگر عمرؓ نے اپنی خلافت مین پہلا کام یہی کیا۔ اور یہود اور نصاریٰ عرب کو اپنے اصلی وطن سے نکال باہر کیا۔

(اسلام قبول کرنے سے پہلے جس شدت سے عمرؓ مخالفین اسلام تھے اور خود

عبداللطیف - مقریزی - حاجی خلیفہ وغیرہ کے ہین - یہ مؤرخین اسقدر معتبر ہین اور اسلام کی کل تاریخ اور اسلام کی حالت ترقی کے بارہ مین اُن کا بیان اسقدر معتبر ہے کہ اس خاص معاملہ مین اُن کے بیان کو غیر معتبر سمجھنے کی جرأت نہین پڑتی - اور جب اسکے ساتھ ہی اسلام کی مخالفت پر جو اُسکو غیر مذاہب کے ساتھ (خصوصاً اوائل مین) تھی غور کیا جائے تو اس واقعہ کے نہ یقین کرنے کی کوئی وجہ باقی نہین رہتی - خود حاجی خلیفہ لکھتا ہی کہ "اوائل سنین اسلام مین مسلمان بجز علوم عربی متعلقہ زبان عربی و قرآن و احکام قرآنی اور طب کے کسی علم کو اپنے مذہب کیواسطے خالی از خطر نہین سمجھتے تھے - اور اُن کی اس علیحدگی کی وجہ ظاہرا یہ معلوم ہوتی تھی کہ وہ اپنے مذہبی اعتقادات کو اسی ذریعہ سے کل بیرونی اور خطرناک اثرون سے محفوظ رکھنے کی اُمید رکھتے تھے - اُن کو یہ خوف تھا کہ جس قدر زیادہ وہ اَور علوم مین اپنے کو مشغول کرینگے اُسی قدر اُن کے جدید مذہب مین فرق آویگا" حاجی خلیفہ (جلد اول صفحہ ۷۸) صاف لکھتا ہے کہ اُن کو اپنے مذہب کا غلو اس قدر تھا کہ وہ کل کتابون کو جو عربی زبان مین نہین ہوتی تھین جلا دیتے تھے " یہ بیان اسلام کی تنگ خیالون کا کسیقدر متاخر کیون نہو (حاجی خلیفہ کا سن وفات ۱۶۵۸ء ہی) تاہم اسمین شک نہین کہ یہ اُس زمانہ کی پست خیالی کی ایک سچی تصویر ہمارے سامنے پیش کرتا ہے اور اس پست خیالی کا باعث مذہبی تعصب ہے -

جہان کہین عربون نے اپنی سرحد سے قدم باہر رکھا اُنھون نے غیر ملکون کے علوم کو علی الخصوص مذہبی علوم کو نیست و نابود کر دیا اور حکم قرآنی کے بموجب اشاعت تیغ ہی کے فرض کو ادا کیا اور اُس مذہب کی اشاعت مین جو کچھ موانع پیش آئے اُن سب کو دُور کیا اور جہان تک اُن سے ممکن تھا نعمت اسلام کو تمام عالم کے واسطے عام کرنیکی کوشش کی - حکم قرآنی کے بموجب یہ مذہب اسواسطے دنیا مین نہین آیا کہ محض اقوام عرب ہی تک جو کہ بہترین اقوام عالم ہین محدود رہے بلکہ اسواسطے آیا کہ تمام دنیا کا مذہب اسلام ہی ہو جاوے اور ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اس مذہب کی اشاعت مین جہاد کرے اور کل اُن اعتقادات کو جو کلمۂ اسلام لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے خلاف ہین نیست و نابود کر دینے کی کوشش کرے۔[1]

---

[1] افسوس ہے کہ پروفیسر صاحب باوجود عربی دانی کے مسائل جہاد و اشاعت اسلام کے متعلق ایسے غلط اور مہمل خیالات رکھتے ہین - ذالک مبلغهم من العلم - ۱۲

غور کرنا چاہیئے کہ یہ بیان اُس شخص کا ہے جو خود ایک سریانی نصرانی تھا - اور جو سُریانی اور نصرانی دونون زبانون مین لکھتا تھا اور جس کا زمانہ تیرہوین صدی کا وسط ہے یعنی یہ شخص اس واقعہ سے قریب چھ سو برس مابعد تھا -

لیکن عمرو بن العاص کے محاصرۂ وبیرینہ و بالآخر فتح اسکندریہ کا بیان اور پرانی تاریخون مین بھی (مثل بلاذری وغیرہ کے) موجود ہے اور ان تاریخون مین ہر ایک واقعہ نہایت تفصیل کے ساتھ لکھا گیا ہے - مثلاً اسکندریہ کی مردم شماری - حمامون اور باغون کی تعداد اور اُن کی پوری کیفیتین - مقدار جزیہ جو قبطیون - نصارےٰ اور یہود سے مقرر کیا گیا وغیرہ وغیرہ امور نہایت بسط کے ساتھ درج ہین - لیکن ان تاریخون مین مطلقاً کتب خانہ جلانے کا ذکر نہین پایا جاتا -

ایک ایسے عظیم الشان واقعہ کا ان قدیم تاریخون مین سے متروک ہونا نہایت عجیب امر ہے - کیونکہ فی الواقع اتنے بڑے کتب خانہ کے جلا دینے کو اگر عظیم الشان واقعہ نہ کہین تو کیا کہین - اگر مذہبی خیالات کے لحاظ سے دیکھا جاوے تو خلیفہ عمر کے ایسے حکم کی تعمیل کو ایک نہایت فخر اور مباہات کی بات سمجھنا چاہیئے - اور ایسے ایک واقعہ کا جسپر اسوقت کے مسلمان فخر کرسکین اور اُسکو ایک کارِ خیر سمجھین مطلقاً تاریخ مین متروک ہوجانا ایک حیرت انگیز بات ہے - غرض ابو الفرج کے بیان کو مؤرخین قدیم عرب کے بیان فتح اسکندریہ سے مطلقاً مطابقت نہین معلوم ہوتی -

محاصرۂ اسکندریہ چودہ مہینے تک رہا اور چونکہ سمندر کیطرف شہر بالکل کھلا ہوا تھا یونانی جہازون کے ذریعہ سے وقتاً فوقتاً فوج اور خورونوش کی اشیا برابر آیا کرتی تھین یہ بھی تاریخ مین صاف لکھا ہے کہ جو اشخاص متمول اسکندریہ مین بستے اُنھون نے اپنا مال و متاع ان جہازون کے ذریعہ سے شہر کے باہر بھیجدیا اور ان مین سے بہت لوگ خود بھی نکل گئے - اور باقیماندہ عربون کے متواتر اور متوالی حملون کی تاب نہ لاسکے - اور بالآخر شہر عربون کے ہاتھ مین آگیا -

شہر مین داخل ہوتے ہی عرب سپاہیون نے سخت غُل مچایا اور سب نے متفق اللفظ ہوکر یہ درخواست کی کہ باشندے بحیثیت غلامی کے اور کُل اُن کا مال و متاع بحیثیت غنیمت اُن پر تقسیم کردیا جاوے - لیکن عمرو بن عاص نے اُن کی اس خواہش کو رد کیا اور

رسالت مآب کے ساتھ اُن کو جس قدر دشمنی تھی (یہان تک کہ اُنھون نے ایک مرتبہ ارادہ کرلیا تھا کہ رسالت مآب کو شہید کرڈالین) اُسیقدر مشرف باسلام ہونیکے بعد وہ شدت کے ساتھ طرفدار اور دوست اور حامی مذہب اسلام بن گئے - اور خود رسالت مآب عمرؓ کے اس جوش اور فریفتگی کی قدر کرتے تھے - عمر کا یہ جوش اسلامی اخیر تک قائم رہا اور جس سختی کا وہ خود اپنے ساتھ برتاؤ کرتے اور جس طرح ہر قسم کی لذات سی اپنے کو محروم کرتے اُسی سختی کو وہ دوسرون کے ساتھ بھی کام مین لاتے تھے - اُن کے احکام کی تعمیل حرف بحرف واجبات سے تھی اور جب خود اُن سے کوئی امر خلاف حکم خدا ہوتا تھا تو اپنے قصور کے قایل ہوتے تھے - اس مزاج کے آدمی سے ہم البتہ توقع کرسکتے ہین کہ اُس نے اسکندریہ کے کتب خانہ کو جلا دینے کا حکم دیا ہوگا - جس وقت اُن کے نزدیک محض دین محمدی ہی (جسکی اشاعت کو وہ اپنا فرض سمجھتے تھے اور جس دین کو اُنھون نے نہایت سچائی سے قبول کیا تھا) ایک سچی چیز دنیا مین تھی تو اُن کا یہ بھی غرض تھا کہ اُس دین کے مخالف جتنے مذاہب تھے اُن کے نیست ونابود کرنے مین حتی الامکان کوشش کرتے - اور جسوقت ایک مجموعہ کتابون کا ایسا موجود ہو جسمین دین اسلام کی کچھ تعلیم نہو تو ایسے مجموعہ کے نیست و نابود کر دینے کو وہ لازم اور فرض خیال کرتے - پس کل واقعات تاریخی اسکی تائید کرتے ہین کہ ان مورخین عرب کا بیان درست ہو لیکن اُس کے ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ یہ بیانات تاریخی جس وقت اُن پر غور کیا جاوے نہایت مشکوک اور خلاف قیاس معلوم ہوتے ہین - اور اُن پر ہرگز یقین نہین ہوسکتا -

اس واقعہ کا سب سے زیادہ تفصیلی بیان ابوالفرج کے مختصر الدول صفحہ ۱۸۱ مین ہے[لہ]

جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے یہ سب سے زیادہ تفصیلی بیان اس واقعہ کا ہے اور اسمین بھی اُن کتابون کا ذکر نہین ہے جو اسکندریہ کے کتب خانہ مین تھین بلکہ اُن کتابون کا ذکر ہے جو خزانہ شاہی مین محفوظ تھین - اور میوزیم کے جلانے کا تو اطلاق اس بیان پر کسی طرح نہین ہوسکتا تھا -

---

لہ ہم اپنے مضمون مین چونکہ ابوالفرج کی پوری عبارت کا ترجمہ نقل کرچکے ہین اس لیئے اس جگہ اُسکا دوبارہ نقل کرنا بیفائدہ تھا - ۱۲ شبلی النعمانی

یہی قدیم فہرستین واقعات کی وہ رشتہ خام ہین جنکو مؤرخین نے اپنی تاریخون مین باندھا ہے لیکن اُسمین کوئی تغیر نہین آیا ہے اور ہمیشہ تار و پود تاریخ مین علیحدہ اور متمیز طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ پرانا مال ہے - دوسرے درجہ مین وہ زبانی روایات معاصرین ہین جو پشت ہا پشت سے زبانی چلی آئی ہین اور مدت کے بعد قلمبند ہوئی ہین - اگر ان روایات کے راویون کے نامون کا ملنا کسی طرح بھی ممکن ہوا ہے تو اُن کو عرب مؤرخین قدیم نے نہایت اہتمام کے ساتھ درج کیا ہے - اور اگر یہ سلسلۂ روایات پورا ہے اور اسمین کی کوئی ایک کڑی بھی مفقود نہین ہوئی ہے تو پھر وہ روایت بالکل صحیح سمجھی جاتی ہے اگرچہ اصل راوی اول جو معاصر تھا یا جسنے واقعہ کو بچشم خود دیکھا تھا کسی قدر غیر معتبر کیون نہو - اس اصلی واقعہ پر غور کرنا یا اصل راوی کے معتبر یا غیر معتبر ہونے کی تحقیق مؤرخین عرب ہرگز نہین کرتے تھے - اگر سلسلۂ روایات مین کہین اُن کو اختلاف نظر آگیا اور وہ جملا بیان اول سے کسی قدر متبائن کیون نہ ہو تو اُسکو بھی وہ بیان اول کے ساتھ ہی ساتھ نقل کر دیتے ہین - اور کبھی یہ نہین لکھتے کہ ان بیانات متبائنہ مین کونسا بیان زیادہ توثیق کے قابل یا زیادہ قرین بصحت ہے - اگر زیادہ تحقیق اُن کا بہت ہی جوش مین آیا (اور یہہ ایک شاذ امر ہے) تو اُنہون نے ان بیانات کو لکھکر "واللہ اعلم" کا لفظ اُسکے بعد لکھدیا

اگرچہ اس طریقۂ تحریر سے مؤرخین عرب کی وقعت من حیث المؤرخین و المحققین ہماری نظرون مین کم ہو جاتی ہے لیکن اُس کے ساتھ ہی اُن روایات کی جنکو اُنھون نے درج کیا ہے اور جن مین مطلقاً کسی قسم کا تصرف ہونے نہین پایا ہے من حیث الواقعات بہت زیادہ وقعت ہو جاتی ہے - جن اقوال اور تحریرات کو اُنھون نے نقل کیا ہے اُن کے اصلی الفاظ تک مع تمام صرفی و نحوی غلطیون کے اُنھون نے قایم رکھنے کی کوشش کی ہے - اُن کی کتابین ایک ذخیرہ ہین کچے تاریخی مادہ کا جنکے جمع کرنے مین کسی قسم کی قوت امتیازیہ صرف نہین کی گئی ہے - فی الواقعہ یہ ایک مواد ہے جس سے چھان بین کرنے کے بعد ایک شخص با تمیز سچی اور درست تاریخ تیار کر سکتا ہے - جس کا نام تاریخ لکھنا ہے وہ بالکل عربون مین پایا ہی نہین جاتا نہ فقط قدیم زمانہ مین بلکہ زمانۂ حال مین بھی مثلاً **المقری** کو دیکھو جسکا زمانہ سترھوین صدی کے ابتدا مین ہے - یہ شخص بالکل خشک واقعات کا لکھنے والا نہ تھا بلکہ اس نے اسپین کے مسلمانون کی پولٹیکل

اس امر کا فیصلہ خلیفہ عمرؓ پر چھوڑا۔ خلیفہ کا رجحان رعایت کی طرف ہوا اور حکم دیا
کہ علاوہ فی کس دو دینار ٹیکس کے اور محاصل زمین کے جو متعلق مال کے ہوتے ہیں
ایک علیحدہ خراج بھی لیا جاوے اور اُسیپر اکتفا کیجاوے اور باشندوں کی جان و مال
بالکل محفوظ رہین۔ یہ فیصلہ عمرؓ کا بالکل حکم قرآنی کے موافق تھا۔ (دیکھو سورۃ التوبہ آیہ
۲۹) جس مین یہود اور نصاری مفتوحین سے خراج لینے کے بعد اُن کے کل حقوق ملکی
و مذہبی آزادی قائم رکھنے کا حکم ہے۔ نہایت قرین قیاس ہے کہ عمرؓ کا جو استفا بحث
تھے اس رعایت کو جائز رکھنے کا ایک باعث یہ بھی تھا کہ چودہ مہینہ کے محاصرہ کے بعد
شہر کا فتح ہونا ایک بہت بڑا باعث خوشی اور مسرت کا ہوا تھا۔

جس وقت کہ قدیم مورخین کا بیان اس طرح پر ہے اور جو یقیناً مبنی ہے شہادت پر معاصرین اور اُن اشخاص کے جنہوں نے ان واقعات کو بچشم خود دیکھا تھا تو ان بیان کی ہمکو بہت زیادہ وقعت کرنی چاہیئے بہ نسبت اُن مابعد کے بیانات کے جو اُس سے اس قدر مختلف ہین۔ کیونکہ قدیم مورخین کو جو روایات پہنچی تھین وہ بسبب قرب زمانہ کے زیادہ صحیح تھین اور اُن میں کبھی قسم کی تحریف نہین آنے پائی تھی اور پرانی روایات کا سچی سچی طرح پر قلمبند کرنا ایک خاصہ ہے قدیم مورخین اسلام کا۔ — قدیم مورخون نے ... اس واقعہ کو ... نہین لکھا۔

یہ نہین کہا جا سکتا کہ مورخین قدیم کا سکوت اس وجہ سے مسلسل بیانات یا نہین ہو سکتا کہ شاید اُنھون نے کسی خاص غرض سے اور عمداً اتنے بڑے واقعہ کو چھوڑ دیا ہو کیونکہ اس طرح پر ترک واقعات کا کرنا بالکل شان مورخین عرب ہی نہین بلکہ شان کل مورخین قدیم کے خلاف ہے۔

ان مورخین کے طرز تحریر پر اب ہم کسی قدر تفصیل سے غور کرینگے۔ ان کے علم تاریخ مین سب سے نیچے کی سیڑھی کچھ تو محض بڑی اور اہم واقعات ہم عصر کا قلمبند کرنا تھا اور کچھ قومی شجرے تھے جنکو قدیم اقوام ابتدائی زمانہ ہی سے نہایت ضروری اور با وقعت سمجھتی ہین۔ اس قسم کے شجرے اور اس قسم کے واقعات کی فہرستین خود پبلک مین موجود ہین (مثلاً کتاب الاعداد مین ۳۳ ۱ - ۴۹ یہود کی فوج کے کل مقامات جہان انھون نے دشت مین قیام کیا) اور فی الواقعہ یہی شجرے اور فہرستین جڑ اور بنیاد تاریخ کی ہین۔ — قدیم مورخون کا طرز تحریر

سب سے زیادہ تفصیل سے لکھا ہے ۔ عبداللطیف کا بیان نہایت مختصر ہے (دیکھو ترجمہ ڈساسی کا صفحہ ۱۸۳) وہ اُن آثار باقیہ کا ذکر کرتا ہے جو اُس نے اسکندریہ مین دیکھے اور جن کا اُس نے تھوڑا تھوڑا بیان دیا ہے ۔ وہ الفاظ جو اُس نے کتب خانہ کے جلانے کے بارہ مین لکھے ہیں یہ ہین ۔" مین خیال کرتا ہون کہ یہ عمارت وُہی مقام ہے جہان ارسطو اور اُس کے بعد اُس کے تلامذہ درس دیا کرتے تھے اور یہی وہ مدرسہ ہے جسکو سکندر نے شہر کی بنا ڈالتے وقت تعمیر کیا اور اسی عمارت مین وہ کتب خانہ تہا جسکو عمرو بن عاص نے خلیفہ عمرؓ کے حکم سے جلایا"

یہ بیان محض علی سبیل التذکرہ معلوم ہوتا ہے اور اس سے کوئی خاص غرض نہین پیدا ہوتی ۔ یہ کسی خاص اصلی واقعہ کا یاد دلانا نہین ہے بلکہ ایک محض مشہور بات کا اعادہ کر دینا ہے جسکو اُس زمانہ کے سیاحون نے بارہا لکھا ہے اور من قبیل اُسی قسم کے غیر معتبر اور خلاف عقل بیانات کے ہے جو زمانہ وسطیٰ کے سیاحون مین بیت المقدس کے مقام کے بارہ مین مشہور تہی ۔ عبداللطیف کوئی مؤرخ نہین ہے وہ محض ایک سیاح اور سفرنامہ لکھنے والا شخص ہے اور اُس کے سفرنامہ مصر مین جو کچھ تاریخی بیانات کہین کہین آ گئے ہین اُن پر ہمکو زیادہ وثوق نہین کرنا چاہیئے ۔ علاوہ برین خود اُس کے بیان مین غلطیان ہین کیونکہ ارسطو کبھی اسکندریہ مین نہین آیا اور میوزیم کا بانی والاہی سکندر نہ تہا بلکہ بطلیموس اول نے اُس کی تعمیر کی تہی ۔ عبداللطیف سے کہین زیادہ وقعت ابوالفرج کی تحریر کو ہے کیونکہ یہ شخص فی الواقع عربون کے مقیاس کے مطابق ایک بہت بڑا اور زبردست مؤرخ ہے ۔ علاوہ ایک بہت جید سُریانی دان ہونے کے اُسمین اور قسمون کی علمیت ۔ عقلمندی اور واقعات کے جانچنے اور انتخاب کرنے کی اعلیٰ درجہ کی قابلیت ہے ۔ اُسکی کتابین فلسفہ و تفسیر و مذہب و فقہ و صرف و نحو پر موجود ہین اور کل ان علوم مین اُسکی تصنیفات محض ایک سرسری واقفیت والے کی تصنیفات نہین ہین بلکہ ایک بہت ہی عالم اور محقق شخص کی ۔

اب ہمکو چاہیئے کہ ابوالفرج (یعنی جارجیئس بار ہبراَئیس) کے حالات اور اُسکے سوانح اور زمانہ پر ذرا غور کرین ۔ ابوالفرج ایک یہودی طبیب ہارون نامی کا بیٹا تھا اور شہر ملطیہ مین ۱۲۲۶ء مین پیدا ہوا ۔ اُس نے اپنی اوائل عمر ہی مین

Lemaus
ILagi

عبداللطیف کا بیان تاریخی حیثیت ... نمبر ۴

۱؎ عبداللطیف نے یہ عربی کا لفظ لکھا ہے اُسکا ترجمہ تو یہ نہین ہو سکتا جو پروفیسر صاحب نے کیا ۔ حاشیہ ۲؎ ابوالفرج کی تاریخ [illegible]
[illegible] مختصر الدول ہمارے پیش نظر ہے [illegible]

اور علمی ترقی کو بھی لکھنے کی کوشش کی ہے اور فی الواقع اُس کی تاریخ ایک خزانہ ہے بے انتہا مختلف قسم کے واقعات سوانح اور اطلاعات کا جن کے جمع کرنے مین بیحد محنت صرف کی گئی ہے - لیکن مقریزی بھی محض مؤلف ہے یہ بات اُسمین بھی نہین کہ اپنے ماخذون کی چھان بین کرے اور اُن مین سے اپنے طور پر ایک تاریخ پیدا کرے -

پس اگر مؤرخین عرب کی نسبت اخیر زمانہ مین بھی مؤلفین کا لفظ استعمال کیا جاوے تو یہ لفظ مؤرخین متقدم کے اوپر بدرجہ اولی چسپان ہونا چاہیئے - اوائل اسلام مین ایک بہت بڑا ذخیرہ اقوال اور روایات اور حکایات معاصرین کا موجود ہے جسکے جمع کرنے مین بے انتہا محنت اور احتیاط صرف کیگئی ہے - خود زمانۂ حیات حضرت رسالت آب کے واسطے تو مالک کا مجموعہ اور صحیحین بخاری و مسلم موجود ہین اور اُن کے بعد کے واقعات اور فتوحات اسلام کے واسطے تاریخ طبری ہے جس کے مصنف نے سنہ ۹۲۳ع مین بغداد مین وفات پائی یہ تاریخ طبری ایک مجموعہ ہے مختلف روایات (بعض صورتون مین ایک دوسرے سے متبائن) اور اقوال معاصرین کا مع اسمائے رُواۃ جنسے یہہ مختلف روائتین منقول ہوئی ہین - اس لیئے بعد ابن اثیر نے اسی کو اپنا ماخذ بنایا - اگرچہ اُسنے کسیقدر روایات مین انتخاب کیا ہے - ابن خلدون نے (سنہ ۱۴۰۵ع) اس سے بھی زیادہ نقادی سے کام لیا اور بعض اسی مواد کو اپنے طور پر اپنی تاریخ مین شامل کیا اور ایسی روایات کو جو قرین قیاس نہین تھین خارج کر دیا - ابن خلدون نے البتہ درست اور فلسفوی طریق پر تاریخ لکھنے کی کوشش کی اور فن تاریخ کے متعلق عام اصول کو اُس نے نہایت خوبی سے اپنے طویل دیباچہ مین شامل کیا اور نفس کتاب مین محض واقعات تاریخی سے بحث کی ہے -

اب ہم پھر اُس واقعہ اسکندریہ پر واپس آتے ہین - خلیفہ عمر کے حکم سے عمرو بن عاص کا کتب خانہ اسکندریہ کا جلانا ان پرانی تاریخون مین نہین ہے اور جہانتک مجھے یاد ہے یہ واقعہ پہلے پہل عبد اللطیف کی تاریخ مین جو اس واقعہ سے پانسو برس بعد تھا مذکور ہوا ہے - [illegible] بعد اسکو مؤرخین عرب نے برابر تکرار کیا ہے[1] اور ابو الفرج نے

۱ اس واقعہ کا ذکر (عبد ال)لطیف نے کیا

[1] مؤرخین عرب نے تکرار تو لیا اس واقعہ کا [illegible] یہ مؤرخین عرب کا لفظ صادق نہین آسکتا ہے - شبلی

لکھ دیا۔ لیکن اصل یہ ہے کہ ابو الفرج کی ذاتی وجاہت اُس کا علم اور علی الخصوص علم مجلس اُسکی عزت اور توقیر کا باعث ہوا اور اُسکی وجہ سے مغلیہ عملداری کو نصرانیون کو بھی عزت حاصل ہوئی۔ لیکن باوجود اسقدر علم وفضل کے جس نے اُسکو اپنے معاصرین مین نہایت مشہور بنا رکھا تھا ابو الفرج کا بھی اپنے اُس زمانہ کے مہمل خیالات اور توہمات کی زنجیرون مین جکڑا ہوا ہونا اُس کی صورت وفات سے ثابت ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ابو الفرج فن نجوم مین نہایت راسخ الاعتقاد تھا۔ اُسکی پیدائش اُسکا بشب ہونا اور اُسکا مافریان ہونا یہ سب واقعے عطارد اور زحل کے اقتران کے وقت وقوع مین آئے تھے اور اسواسطے اُس کا اعتقاد تھا کہ اُسکی وفات بھی انھین ستارون کے اقتران کے وقت واقع ہوگی۔ کیونکہ ان ستارون کے اثر کو وہ اپنی زندگی کے لئے خاص سمجھتا تھا۔ حسب اتفاق اس اقتران سے کچھ دنون پہلے ابو الفرج کو سخت بخار آگیا۔ اُس نے علاج سے مطلقاً انکار کیا اور کہا کہ ان ستارون کا اقتران میری موت کی خبر دیتا ہے اور فی الواقع وہ مر بھی گیا۔ سن وفات اُس کا ۱۲۸۶ء ہے۔

۹ سب سے بڑی تاریخی تصنیف ابو الفرج کی اُس کی سریانی تاریخ کو سمجھنا چاہیئے۔ یہ ایک کتاب ہے جسکو اُس نے بہت سی سریانی۔ عربی۔ فارسی۔ اور یونانی کتابون سے نہایت تحقیق اور محنت کے ساتھ لکھا ہے۔ اس بڑی کتاب کا جسمین دنیوی اور دینی تاریخین دونون جمع ہین اُس نے اپنے اخیر وقت مین ایک خلاصہ عربی مین لکھا جسکا نام تاریخ الدول ہے اور جسکو پوکوک نے ۱۶۶۳ء مین چھاپا۔ یہ محض خلاصہ نہین ہے بلکہ اس مین بہت سی چیزین ایسی ہین جو اصل سریانی مین نہین ہین۔ آیا یہ مقامات مابعد کے الحاق ہین یا خود ابو الفرج نے ان کو بڑہایا ہے؟ بخوبی نہین معلوم ہوتا کیونکہ اس خلاصہ کے کل نسخے ناکامل ہین۔ یہ واقعہ اسکندریہ کے کتب خانہ جلانے کا بھی جو عربی مین موجود ہے اصل سریانی مین نہین پایا جاتا۔

یہ واقعہ ابو الفرج سریانی تاریخ

اس واقعہ کے فقط عربی مین پائے جانے کی یہ وجہ بیان کی گئی ہے کہ چونکہ عربی کو ابو الفرج نے خاص مسلمانون کی ضرورت سے لکھا تھا اس واسطے اُس نے عربی خلاصہ مین یہ واقعہ بڑھا دیا کیونکہ اس واقعہ کا اثر مسلمانون پر بہت زیادہ پڑتا تھا۔ بہرحال اس واقعہ کا اصل سریانی مین نہ ہونا نہایت عجیب امر ہے اور اُس سے زیادہ تعجب خیز یہ امر ہے کہ یہہ واقعہ

ابوالفرج کے مختصر حالات زندگی

ایک بہت مضبوط تعلیم یونانی ۔ سریانی اور عربی زبانون مین پائی اور علاوہ ان کے عیسائی علم کلام ۔ تاریخ اور علم طب مین بھی استعداد حاصل کی ۔ خود اُس کا باپ ترک مذہب کرکے عیسائی ہو چکا تھا اسواسطے ابوالفرج نے اپنے سن شعور ہی سے عیسائی مذہب کی تعلیم پائی ۔ تحصیل علوم کے بعد سفرون اور سیاحتون کے ذریعہ سے اس نے اور بھی اپنے علوم کو ترقی دی ۔ اور بہت کم سنی ہی مین اُس کے ہموطن اُس کی بے انتہا عزت کرنے لگے ۔ چنانچہ اکیس سال کی عمر مین وہ مقام گوبا کا جو اُس کے مولد سے قریب تھا بشپ مقرر ہوا ۔ تھوڑے ہی دنون کے بعد وہ طالب کا بشپ ہو گیا اور اس کے بعد ہی موصل کی قریب کی خانقاہ مین آیا اور وہان سے مافریان کا درجہ پایا ۔ یہ درجہ یعقوبیون کے گرجے کا دوسرا درجہ ہے اور اُس کے اوپر پیٹریارک ہی کا درجہ باقی رہجاتا ہے ۔ اس عہدہ مین ابوالفرج کی حکومت ایشیائے کوچک کے بہت بڑے حصّہ پر مشتمل تھی ۔ مافریان کا عہدہ کل شرقی عہدون مین بہت معزز اور باوقعت سمجھا جاتا ہے اور اس خاص زمانہ مین ہلاکو کی چڑھائیون کی وجہ سے اُس کے متعلقہ خدمات کا انجام دینا بھی ایک نہایت مشکل امر تھا ۔ کیونکہ ابوالفرج کو کئی مرتبہ نصرانیون کی طرف سے اُنکے حقوق آزادی کے لیئے ہلاکو کے پاس سفارتًا جانیکی ضرورت پڑی تھی اور ان سفارتون مین اپنی خوش تدبیری اور لیاقت کی بدولت اُس نے ہمیشہ پوری کامیابی حاصل کی ۔ کہا جاتا ہے کہ اُسکا طبیب ہونا بھی ان کامیابیون کا بہت بڑا باعث تھا ۔ ہلاکو کو اُسپر بے انتہا اعتماد تھا اور اُس نے نہایت کشادہ پیشانی سے نصرانیون کی آزادی کا فرمان لکھدیا ۔ لیکن اصل یہ ہے کہ ابوالفرج کی ذاتی وجاہت اُس کا علم اور علی الخصوص علم مجلس اُسکی عزت اور توقیر کا باعث ہوا اور اُس کی وجہ سے مغلیہ علداری کے نصرانیون کو بھی عزت حاصل ہوئی ۔ لیکن باوجود اسقدر علم و فضل کے جس نے اُسکو اپنے معاصرین مین نہایت مشہور بنا رکھا تھا ابوالفرج کا بھی اپنے اُس زمانہ کے جہل خیالات اور توہمات کی زنجیرون مین جکڑا ہوا ہونا اُسکی صورت وفات سے ثابت ہے ۔

کہا جاتا ہے کہ ابوالفرج فن نجوم مین نہایت راسخ الاعتقاد تھا ۔ اُسکی پیدائش اُسکا بشپ ہونا اور اُسکا مافریان ہونا یہ سب واقعے عطارد اور زحل کے اقتران کے وقت وقوع مین آئے تھے اور اسی واسطے اُس کا اعتقاد تھا کہ اُسکی وفات بھی انہین ستارون کے

ہلاکو کے وقت مین بغداد کے کتب خانہ کی نسبت لکھا ہے۔ ہلاکو نے حکم دیا تھا کہ کتابین دجلہ مین ڈال دی جاوین۔ اور اُن کے ڈال دینے سے ایک پُل بن گیا جسپر سے سوار اور پیدل گذرتے رہے۔ اور اُن کتابون مین سے اسقدر روشنائی دُھلی کہ دجلہ کا پانی بالکل سیاہ ہوگیا۔

نہ فقط ابوالفرج کے بیان مین مبالغہ ہی پایا جاتا ہے بلکہ اُس کا بیان اور دوسری معتبر شہادتون کے خلاف بھی معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً عمرو نے جو خط خلیفہ عمر کو فتح اسکندریہ کے بارہ مین لکھا (دیکھو آرنلڈ کے منتخبات عربی صفحہ ۱۴۷) اور ابوالڈ کی تحریر جرمن اورینٹیل سوسیٹی کی روداد جلد ۹ صفحہ ۳۴۹) اُسمین یہ عبارت ہے "مین نے شہر کو فتح کرلیا۔ اُس کی موجودات کی مین تشریح نہین کرسکتا۔ لیکن اتنے بیان پر اکتفا کرتا ہون کہ اُسمین چار ہزار قصر مین چار ہزار حمام چالیس ہزار خراجگذار یہودی چار سو شاہی سیرگاہین اور بارہ ہزار پانچ جن کی ترکاری بکتی ہے" اسی خط مین یہ بھی ہے کہ عربون نے شہر کو لوٹنا چاہا تھا لیکن عمرو نے اُن کو اس سے باز رکھا اور خلیفہ سے ہدایت طلب کی۔ خلیفہ نے بھی اس ارادہ کو ناپسند کیا۔ کتب خانہ کے جلانے کا حکم ہرگز اس بیان کے ساتھ مطابقت نہین رکھتا۔ عمرو نے اپنے خط مین بہت سے عجائبات اور قیمتی چیزون کا جو اسکندریہ مین موجود تھین ذکر کیا ہے اور ایسا شخص جسکو خود ابوالفرج نے علم دوست سپہ سالار کہا ہے اتنے بڑے ذخیرہ کتب سے بالکل سکوت کرے خیال مین نہین آتا۔

عمرو بن العاص کا مفصل خط کتب خانہ کا نہین ہے۔

یہ کہا جاسکتا ہے کہ عمرو نے کتب خانہ کا حال کسی دوسرے خط مین خلیفہ کو لکھا ہوگا لیکن عمرو اسکندریہ مین بہت تھوڑے دنون رہا اور اس قلیل زمانہ مین اتنی مہلت نہ تھی کہ اُسکو اُس دوسرے (مفروض) خط کا جواب خلیفہ کے پاس سے ملتا۔

پس یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا عربون کے فتح اسکندریہ کے وقت وہان کتب خانہ موجود تھا یا نہین؟ یہی سوال **گبن** نے بھی کیا ہے اور اُس نے بھی ابوالفرج کے بیان کو نہایت خلاف قیاس دیکھا ہے۔

اب ہم مختصر سی کیفیت اس کتب خانہ کی بیان کرتے ہین۔ اس کتب خانہ کا بانی "بطلیموس* اول الملقب بہ لاگی جس نے ایک بہت بڑا گروہ علما کا اپنے گرد جمع کیا تھا اور اسکندریہ کو ایک بہت بڑا مرکز علوم بنا دیا تھا۔ لیکن اُس کے عہد سلطنت مین اس کتب خانہ

maeus Lagi

کتب خانہ میوزیم کی تاریخ

یوٹیکلس اور المکین کی تاریخون مین نہین پایا جاتا یوٹیکلس دسوین صدی مین خاص اسکندریہ مین پیٹریارک تھا (اسکی وفات کا سنہ ۹۴۰ء ہے) اور اُسنے اسکندریہ کی فتح کا حال نہایت تفصیل سے لکھا ہے۔ اسمین شک نہین کہ چونکہ وہ خاص موقع واقعہ پر تھا اس واسطے اُس نے جن ذرائع سے اپنی تاریخ لکھی تھی وہ یقیناً متعدد اور قابل اعتبار ذرائع ہون گے۔ وہ علاوہ ایک عالم آدمی تھا اور اُس کی نظر مین اتنے بڑے کتب خانہ کا تلف ہوجانا جسمین یقیناً بہت سی کتابین نصرانیون کے کام کی بھی موجود تھین ایک نہایت اہم اور افسوسناک واقعہ تھا اور اُسکو کوئی امر مانع نہین تھا کہ وہ مسلمانون کے اس کتب خانہ کو جلانے کا واقعہ تفصیل کے ساتھ لکھتا۔ المکین بھی (جسکا زمانہ تین سو سال بعد تھا) نصرانی تھا اور اُس نے اپنی تاریخ مصر مین لکھی۔ اُس نے بھی نہایت تفصیل سے اسکندریہ کی فتح کے واقعہ کو لکھا ہے لیکن اُس نے بھی اس کتب خانہ کے جلانے کی بابت ایک لفظ تک نہین لکھا۔ یہ دونون قدیم اور مابعد کے مؤرخ مقام واقعہ سے بہ نسبت ابو الفرج کے قریب تر تھے کیونکہ ابو الفرج نے اپنی کتاب ایشیائے کوچک مین تصنیف کی اور قیاس بھی چاہتا ہے کہ اُس نے اپنے واقعات کو رومیون کی کتابون سے لیا ہے جن مین اسلام کی تاریخ بہت کچھ رنگی ہوئی ہے۔ مؤرخین رومی نے اپنے کو بالکل اسلام کا مخالف دکھایا ہے اور وہ اسلام کو ایک نہایت عذاب کی نظر سے دیکھتے ہین۔ وہ سمجھتے ہین کہ اُن کا فائدہ اسی مین ہے کہ وہ اسلام کو جس قدر ممکن ہو وحشی حالت مین دکھاوین۔ اور یہ بہت ہی قرین قیاس ہے کہ یہ ساری کہانی کتب خانۂ اسکندریہ کو جلانے کی انہین مؤرخین رومی کی ایجاد ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ابو الفرج نے ایک اور واقعہ کو جو اسکے بالکل مماثل ہے غلطی سے اسکندریہ کی بابت لکھ دیا ہو۔ وہ واقعہ یہ ہے کہ جس وقت سعد بن وقاص نے خلیفہ عمر رض کے وقت مین ایران کو فتح کیا ہے تو بہت سی فارسی کتابین اُس کے ہاتھ لگین اور اُس نے خلیفہ سے دریافت کیا کہ یہ کتابین کیا کیجاوین اُسوقت خلیفہ نے یہ جواب دیا کہ اُن کو یا تو آگ مین ڈالدیا جاوے یا پانی مین۔

اگر ابو الفرج کے اس بیان پر ذرا غور کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ اُسمین نہایت مبالغہ ہے کہا جاتا ہے کہ چار ہزار حمام اس کتب خانہ کی کتابون سے چھ مہینے تک گرم ہوتے رہے۔ یہ تو بالکل قطب الدین کے اُس بیان کے مقابل مین رکھنے کے قابل ہے جو اُس نے

الفرج کے بیان کی
الغہ آمیزی

چوتھی صدی کا زمانہ ہے تاریخون مین مطلق کوئی پتہ اس مدرسہ کا نہین پایا جاتا ہے - جیولیس سیزر کے زمانہ مین اسیقدر معلوم ہوتا ہے کہ ۴۸ء قبل مسیح مین میوزیم مین آگ لگ گئی تھی اور بہت بڑا حصہ کتابون کا اس آگ سے تلف ہوگیا تھا - اسٹرابو Strabo نے جو اس واقعہ کے بیس برس بعد یعنی ۲۴ء قبل مسیح مین اسکندریہ گیا ہے وہان کی کل چیزون کو نہایت تفصیل کے ساتھ لکھا ہے لیکن اُس نے کتب خانہ کا ذکر تک نہین کیا ہے - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُن نقصانات کی جو آگ کے سبب سے کتب خانہ مین واقع ہوگئے تھے اُسوقت تک بخوبی تلافی نہین ہوئی تھی لیکن اس تلافی کا آگے چلکر ہوجانا اس سے ثابت ہے کہ سیوٹن Suetin اپنی کتاب سوانح ڈیاک لیشین Diocletian مین لکھتا ہے کہ اس بادشاہ نے اطالیہ کے کتب خانہ کی ضایع شدہ کتابون کی تجدید بذریعہ نقول کتب خانہ اسکندریہ سے کرلی تھی - رومی شاہنشاہون کے وقت مین سنین ترقی و سنین تنزل ایک دوسرے کے بعد آتے گئے - کاراکلا Carucella نے جو تباہی اسکندریہ پر ڈھائی تھی اُس کی تلافی الکزنڈر سیورس Sewris نے کی اور مدرسہ کو از سر نو جگایا اور سیویڈ اس Suidas کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ۳۹۰ء تک بھی میوزیم موجود تھا لیکن سراپیم اور اُس کے کتب خانہ کا حال اسوقت تک تاریکی مین پڑا ہوا ہے - یہہ تو معلوم ہے کہ سراپیس کا معبد جس سے وہ کتب خانہ متعلق تھا ۳۸۹ء مین تھیوڈوسیس اعظم Theodosius the Great کے وقت مین ایک نصرانی گرجا بنا دیا گیا تھا - آیا اس تبدیل کے وقت تک وہ کتب خانہ وہان موجود تھا یا ضایع ہوگیا تھا - یا کتابین قسطنطنیہ کو منتقل ہوگئی تھین مطلق معلوم نہین ہوتا -

یہ اخیر خیال یعنی کتابون کا قسطنطنیہ جانا زیادہ تر قرین قیاس ہے کیونکہ تھیوڈوسیس ثانی نے جو کتب خانہ پانچوین صدی مین قسطنطنیہ مین قایم کیا وہ زیادہ تر مصر اور ایشیاے کوچک کی کتابون سے بنا ہوا تھا -

جب کل واقعات متعلقہ تاریخ کتب خانہ اسکندریہ پر غور کیا جاوے تو یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ جس وقت عربون نے اسکندریہ کو فتح کیا ہے اُسوقت اس مشہور و معروف کتبخانہ کا جسکی شہرت اسقدر قدیم زمانہ مین تھی اور جس نے اُس زمانہ کی اشاعت علوم مین اسقدر مدد دی تھی کوئی حصہ باقی نہ تھا اور اگر تھا بھی تو بہت ہی تھوڑا حصہ تھا - اقوام اور امم کی

کی بعض بنا پڑی تھی اور اسکے بیٹے بطلیموس* ثانی فلاڈلفس نے جس کا زمانہ تیسری صدی قبل مسیح ہے اسپر اضافہ کیا اور میوزیم کو بھی نئی رونق دی۔ اس زمانہ مین یہ میوزیم شہرۂ آفاق اور مرجع و ماوی تمام مشہور علمائے عالم کا ہوگیا تھا اور تمام اقصائے عالم سے طلاب علم و فلسفہ وہان آتے تھے حقیقت مین یہ اُس زمانہ مین مشہور ترین مدارس قدیم مین سے تھا اور اُسمین کل علوم و فنون کی تعلیم ہوتی تھی۔ اگرچہ اسکے بعد کے زمانہ مین بھی کئی مشہور مدارس اور دارالعلوم ہوئے ہین مثلاً دارالعلوم نسیبس* و ایڈیسیا جو یونانی اور سریانی علوم کے واسطے مشہور مرکز گنے جاتے تھے لیکن اُن مین سے کوئی بھی کیا بلحاظ وظائف اور کیا بلحاظ شہرت اساتذہ اور نام آوری اسکندریہ کے مدرسے کو نہین پہونچتا ہے۔ کتب خانہ بھی ایک جزو اس مدرسہ کا تھا اور دونون کی ترقی روز افزون ہوتی گئی۔ ان کتابون کی تعداد چار لاکھ سے لیکر سات لاکھ تک لکھی گئی ہے لیکن یہ بیان مورخین متاخر کا ہے اور اُنھون نے کوئی قابل اطمینان حوالہ اس تعداد کی نسبت نہین دیا ہے۔ علاوہ اس کتب خانہ کے جو مدرسہ سے متعلق تھا اور بھی کئی کتب خانے اسکندریہ مین موجود تھے مثلاً معبد سارپس Sarpis کا کتب خانہ جس کا نام سراپیم تھا اور جسکی بابت ٹرٹلین Turtullian کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تیسری صدی مسیحی تک موجود تھا۔ اس کے سوا کتب خانہ سیباسٹیم Sebastium اور کئی چھوٹے کتب خانے بھی تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سات لاکھ کی تعداد جو بیان کی گئی ہے وہ ان کل کتب خانون کی مجموعی تعداد ہے۔

لیکن جہانتک خیال کیا جا سکتا ہے یہ شدومد اسکندریہ کے کتب خانہ کا سو برس سے زیادہ نہین رہا کیونکہ دوسری صدی قبل مسیح کے نصف دوم ہی مین یورجٹس ثانی Euerjetes II کے زمانہ مین علما اور ذی کمال لوگ اسکندریہ سے نکال دیے گئے تھے اور اسکی وجہ سے مدرسہ مین بھی جو بالکل کتب خانہ کا ایک جزو تھا اور جسکی ساری عظمت ان علما سے تھی زوال آگیا تھا۔

خود یورجٹس ثانی Euerjetes II نے اپنی پہلی غلطیون پر متنبہ ہوکر اخیر مین علم کی طرف توجہ کی اور صاحب تصنیف ہوگیا یعنی ایک کتاب علم حیوانات پر لکھی اور ہومر Homer کی نظم کو جمع کیا۔ اُس نے علما کو واپس بلانے کی کوشش کی لیکن کوئی آنے پر راضی نہوا فقط ارسٹارک Aristarch جو ایک مشہور شخص اور اُستاد یورجٹس کا تھا اسکندریہ مین باقی رہگیا اور علمی اشغال مین مصروف رہا۔ یورجٹس ثانی سے جولیس سیزر Julius Caesar تک

* Ptolem
II Phila
* Nisib
* Edes

بعض واقعات کو ضمنی طور پر بیان کرنیکا طریق اختیار کیا تھا اس عیسائی فلاسفر نے عمرو بن العاص سے جسکو (حضرت) عمر نے سپہ سالار فوج مقرر کیا تھا جو درخواست کی تھی اسکو اس عربی مؤرخ نے اس طرح تحریر کیا ہے[1]

مسٹر گبن لکھتا ہے کہ حضرت عمر کی کورانہ اطاعت کے ساتھ تعمیل کی گئی - کاغذ یا چمڑے کی کتابین چار ہزار حمامون مین تقسیم کی گئین اور وہ کتابین اسقدر ناقابل یقین کثرت سے تہین کہ اس بیش بہا ایندھن کے جلانے کے لیئے چھ مہینے مشکل سے کافی ہوئے - جب سے ابو الفرج کی تاریخ زبان لاطینی مین دنیا مین شائع ہوئی ہے - یہ قصہ باربار منقول ہوا ہے - اور ہر مصنف نے زمانہ قدیم کی تصنیفات علوم وفنون کی بربادی پر جس کی کبھی تلافی نہ ہوگی نیک دلی سے غصہ وماتم کیا ہے - لیکن میرا ذاتی میلان استحکام کے ساتھ اس طرف ہے کہ واقعہ مذکورہ بالا اور اُس کے نتایج دونون سے انکار کیا جاوے - یہ واقعہ حقیقت مین ایک اعجوبہ ہے - مؤرخ مذکور خود لکھتا ہے کہ **فاسمع ما جری واعجب**"

پھر آگے چلکر مسٹر گبن اس فقرہ پر ایک حاشیہ چڑہا کر لکھتے ہین کہ "یوٹیکس کی تاریخ اور المکین کی تاریخ عرب مین اس قصہ کا پتہ لگانا عبث ہے - ابو الفدا و مرتدی (؟) ودیگر گروہ اہل اسلام کا سکوت چندان مفید قطعیت نہین ہے کیونکہ وہ عیسائیون کے لٹریچر سے جاہل تھے "

لیکن سب سے پہلے یہ دیکھنا ہے کہ آیا خود ابو الفرج کا بیان بھی مسٹر گبن نے صحیح صحیح نقل کیا ہے - یقیناً مؤرخ مذکور کے الفاظ سے یہ نتیجہ نکالنا ناواجب ہے کہ یہ کتابین شہر کے تمام چار ہزار حمامون مین تقسیم ہوئی ہون ہر صورت مین ابو الفرج کی تحریر اور وہ معنی جو میری رائے مین اُس سے مفہوم ہوتے ہین بجا ہین - وہ یہ نہین لکھتا کہ چھ مہینے جلنے کے لیئے بمشکل ناکافی تھے - ایسا لکھنا اصل بیان کو غلط سمجھکر اُسپر غلط حاشیہ چڑہانا ہے - عربی مؤرخ ابو الفرج کوئی بیان اس قسم کا نہین کرتا وہ صرف یہ واقعہ بیان کرتا ہے کہ نصف سال مین کُل کتابین جل چکی تہین - لیکن وہ اس امر کی تصریح

---

[1] اس عبارت کا بعینہ ترجمہ ہم اپنے مضمون مین نقل کرچکے ہین اس لیئے یہان اُسکا مکرر نقل کرنا بے فائدہ تھا - ۱۲ شبلی نعمانی -

ترقی مین وہ قوت جاذبہ جو ہر چیز کو مرکز کی طرف کھینچتی ہے اور ساری ترقیون کو کسی ایک مرکز پر جمع کر دیتی ہے اور قوم کے دُور افتادہ اجزا کو بہت ہی ضعیف طور پر مرکز سے ملاتی ہے اور زوال قوم مین تعجیل پیدا کرنے کا ایک بہت بڑا سبب بن جاتی ہے۔ اِس خاص موقع پر مصر و ایشیا مین بھی موجود تھی۔ یہ نہایت قرین قیاس ہے کہ مصر کا دور سے دور کا حصّہ بھی اس مرکز علوم اس دار السلطنت کو اپنا علمی خراج بھیجنے پر مجبور تھا۔ اور یہی علمی ان اقطار دور و دراز کی تھی جس نے اسلام کی حیرت انگیز اور عالمگیر فتوحات کو (جو ہر ایک خوانندۂ تاریخ کے واسطے ایک پُر عبرت اور تعجب خیز واقعہ ہے) ممکن کر دیا تھا۔ پیروانِ دینِ محمدؐی نے بلا شک بہت ہی باقیات صالحات زمانۂ قدیم کو نیست و نابود کر دیا لیکن اس مین بھی شک نہین کہ میری رائے مین یہ الزام اسکندریہ کے کتب خانہ کو جلانیکا ان پر لگانا بالکل جھوٹ اور افترا ہے۔

ترجمہ مضمون پروفیسر واٹ

جسکو

اُنھون نے اپنی کتاب تاریخ مصر مین درج کیا ہے۔

عربی مین ایک مثل ہے کہ الحدیث ذو شجون۔ ایک ایسی تصنیف مین جس کا موضوع تفریح طبع ہو جس قدر چاہین دُور از مطلب مضامین کا ذکر کر سکتے ہین۔ زیادہ سنجیدہ مضامین کی کتابون یا زیادہ باقاعدہ قسم کی تصنیفات مین سے بھی دُور از مطلب مضامین کا بیان کرنا بالکلیہ خارج نہین کیا جا سکتا بشرطیکہ ایسے بیانات سے مصنّف کی رائے کی تشریح و تائید زیادہ ترعمدگی سے ہو سکتی ہو۔ یعنی بشرطیکہ وہ اس پیچ در پیچ راہ سے پڑھنے والے کو مقصد اصلی و غایت تحقیق تک پہنچا وے کہ اسکو خبر تک نہو۔

اسی قسم کے تاریخی سلسلہ بیانات ہین جو ابو الفرج ہمیشہ اپنی ایک تاریخ مین جا بجا بطور شاخ در شاخ مضامین کے بیان کیا کرتا ہے۔ فیلوپونس نے جو ناکام کوشش کتب خانۂ اسکندریہ کے بچانے کی کی تھی اور جس کا ذکر اس مصنف کے سوا کسی نے نہین کیا اُس کا حال ہمکو صرف اسی ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ اس مصنف نے

پیش لی جاتی ہے ایک معنی مین ترجمہ کہہ سکتے ہین کیونکہ یہ کتاب ابتدائً زبان جرمنی مین
لکھی گئی تھی۔ لیکن جبکہ مصنف نے خود اس کتاب کو لکھا ہے اس لیئے اسکو اصل کتاب
کہلانے کا بھی اُتنا ہی حق ہے۔ درحقیقت یہ کتاب لفظی ترجمہ نہین ہے بلکہ اُسی ایک
مضمون کو دوسری زبان مین تحریر کیا ہے اور اُنہی پہلی سندون سے اُسکا ثبوت دیا ہی
مختلف مقامات مین نئے امور بھی اضافہ کیئے گئے ہین اور اُن کی ترتیب مین چند تبدیلیان
کی گئی ہین۔ علاوہ ازین جرمن مصنفون کے حوالے اور بعض فقرات جو اس ملک
کے پڑھنے والون کے لیئے ناقابل فہم تو نہین مگر غیر دلچسپ تو ضرور ہوتے ترک کردیئے
گئے ہین۔

اس بیان سے کسیقدر اُس امر کی تشریح ضرور ہوجائے گی جو مین ابوالفرج کی دو
عام تاریخون کی نسبت جن مین سے ایک زبان سُریانی مین ہے اور دوسری زبان عربی
مین کہنا چاہتا ہون۔ ان دونون تاریخون مین عام طور پر ایک ہی مضمون بیان کیا گیا
ہے۔ لیکن جیسا مصنف نے اپنی دانست مین اُس قسم کے پڑھنے والون کے لیئے
جن کے لیئے اُس نے یہ کتاب لکھی کسی امر کو نہایت دلچسپ سمجھا اُس کے لحاظ سے
کہین کہین کچھ امور اضافہ کیئے گئے ہین اور کہین کہین فروگذاشت بھی ہوئی ہے۔
مثلاً متعدد واقعات محاصرہ و فتح عکہ اور مختلف پیغامات جو رچرڈ شیر دل اور اُسکے فیاض
حریف صلاح الدین کے درمیان آئے گئے وہ شام کی تاریخ مین زیادہ تفصیل سے بیان
کیئے گئے ہین۔ لیکن عربی تاریخ مین اُن سے بالکل سکوت کیا گیا ہے۔ برخلاف اس کے
فلوپونس کا درخواست کرنا اور کتب خانۂ اسکندریہ کا جلایا جانا عربی تاریخ مین بیان
کیا گیا ہے اور تاریخ شام مین اُس کا ذکر ترک کیا گیا ہے۔ اِس قسم کی مثالین بے شمار
ہین اور ہر ایک شخص اس کا خود فیصلہ کرسکتا ہے کیونکہ دونون تاریخین اصلی زبان مین
مع **لاطینی** ترجمہ کے پبلک کے روبرو موجود ہین۔

مجھے توقع ہے کہ اب آئندہ مسٹر گبن کا یہ اعتراض کبھی نہ سُنا جائیگا کہ جبکہ ایک طرف
صرف ایک اجنبی شخص کی تحریر ہے جس نے چھٹی صدی کے اخیر مین ملک میڈیا کے حدود
مین بیٹھکر کتاب لکھی اور دوسری طرف ایسے دو قدیم مورخون کا سکوت ہے جو دونون عیسائی
اور خاص مصر کے رہنے والے تھے اور اُن مین سے **بطریق یوٹیکیس** جو زیادہ تر قدیم

نہین کرتا کہ کس قدر حامون کے ذریعہ سے اُن کتابون کی بربادی عمل مین آئی - اس لیے کتابون کی ناقابل یقین کثرت تو تلف ہوتی جاتی رہی - اس تمام عرصہ مین جبکہ یہہ زمانہ قدیم کی یادگار بیش بہا کتابین بتدریج جلتی تہین کوئی خیال افسوس یا پشیمانی کا فاتحو کے دل مین پیدا نہوا نہ کوئی اس قسم کی خواہش پیدا ہوئی کہ اس گرانمایہ کتب خانہ کے باقیماندہ خزانون کو اب بھی تباہی و بربادی سے بچا لیا جائے - اس صورت مین ابوالفرج کا یہ کہنا بجا ہے کہ "فاسمع واعجب" ان جنگلیون کے بے رحم غضب اور وحشیانہ جہالت کو سُنو اور تعجب کرو -

ثانیاً اگر ہم مسٹر گبن کی یہ بات تسلیم کر لین کہ اس عام واقعہ کی نسبت صرف ابوالفرج ہی کی شہادت ہے تو بھی اسکی واقعیت کی نسبت مجھ کو کوئی معقول شُبہ کرنے کی وجہ معلوم نہین ہوتی - بلکہ بطریق تنزل مین اس سے زیادہ تسلیم کرون گا - مین اس بات کو بھی مان لون گا کہ ابوالفرج نے سریانی تاریخ مین اس واقعہ کا بیان نہین کیا - حالانکہ جس زمانہ مین وہ واقعہ وقوع مین آیا اُس زمانہ کا اُس نے عام طور پر ذکر بھی کیا ہے -

ان دونون عام تاریخون کی کیفیت جن مین سے ایک زبان عربی مین لکھی گئی ہے اور دوسری سریانی مین بذریعہ دو کتابون کے جن کی حال مین اشاعت ہوئی ہے بخوبی بیان کی جاسکتی ہے -

کچھ عرصہ گذرا ایک کتاب شایع ہوئی تھی - بلحاظ اس امر کے کہ اُس کتاب مین واقعات کا نہایت سلیقہ سے انتخاب کیا ہے اور اُن کو عمدگی سے ترتیب دی ہے اور اُن واقعات کے ثبوت مین شواہد بیان کیئے ہین اور اس امر کی تحقیق کی ہے کہ اُن مین باہم ایک دوسرے کے ساتھ کیا مناسبت ہے نہایت فراست ظاہر کی ہے اور تمام نتایج قواعد منطق کی سخت پابندی کے ساتھ نکالے ہین اور اُن کو دلیرانہ فصاحت سے بیان کیا ہے وہ کتاب نہ صرف اہل برطانیہ کی تعریف و شکریہ کی مستحق ہے بلکہ ہر شخص پر جو صداقت اور انصاف اور انسانیت کو دوست رکھتا ہے اُس کا شکریہ اور تعریف واجب ہے - یہ عالمانہ تصنیف تاریخ سیاست ملک برطانیہ کلان و فرانس ہے جو میرے فاضل دوست مسٹر ہربرٹ مارشل نے جرمنی و انگریزی زبان مین لکھی ہے - انگریزی ایڈیشن کی نسبت مصنف مذکور یون لکھتا ہے کہ اس کتاب کو جو اب اہل برطانیہ کے روبرو

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
ویگزولینیڈہ	[illegible]	طلسم ہوشربا جلد ششم	[illegible]	سوانح عمری ابوالفضل	۲ر
بڑھاپے کی شادی	ار	" " ہفتم	[illegible]	" بابر بادشاہ	۳ر
شراب خراب	۲ر	ابن الوقت	عہ ر	" تیمور بادشاہ	۲ر
شورش عشق	۱۲ر	گلشن دانش	۸ر	" نورجہان بیگم	۲ر
دادی کا عاشق	۳ر	دام محبت	۳ر	" حکیم بوعلی سینا	۳ر
رزم بزم حصہ اوّل	[illegible]	فسانہ جمیل	۶ر	" ملا دو پیازہ	۲ر
" " دوم	[illegible]	جہانگیر	عہ ر	" جیمس واٹ	۲ر
سچا یاری	۱۳ر	فسانہ معقول	۸ر	" جعفر زٹلی	۳ر
بوستان خیال جلد اوّل	عہ ر	فسانہ دلپذیر	۸ر	الجزیہ مصنفہ شبلی	۲ر
" " دوم	عہ ر	طلسم حیرت	۶ر	مسلمانوں کی گزشتہ تعلیم "	۸ر
" " سوم	[illegible]	گلشن جانفزا	۶ر	صبح امید "	۱۰ر
" " چہارم	[illegible]	روسی زمیندار	[illegible]	کتب خانہ اسکندریہ "	۵ر
" " پنجم	[illegible]	ثمرہ دیانت	۱۰ر	سوانح عمری مولانا رشید "	[illegible]
" ششم	[illegible]	پانسو لطیفے حصہ اول	۸ر	اسلامی کتب خانے "	۲ر
" ہفتم	[illegible]	" " دوم	۸ر	رسالہ الجن والجان سرسید	۵ر
" " ہشتم	۳ر	انگریزی مذاق کے لطیفے باتصویر	۸ر	رسالہ خلق الانسان "	۲ر
" " نہم	[illegible]	قوت فیصلہ	۴ر	" ذکر سکندر ذوالقرنین	۴ر
سیر کوہسار ہر دو جلد	۳ر	ثبوت واجب الوجود	ار	تحریر فی مقاصد تفسیر "	۵ر
طلسم ہوشربا جلد اول	۳ر	مثنوی صبح عید	۲۰ر	تفسیر احمدی حصہ اول "	[illegible]
" دوم	۳ر	ربع پارہ عم در چہار زبان	۱۰ر	لکچر نیشنل کانگریس لکھنؤ	۱۰ر
" سوم	[illegible]	تواریخ کشمیر اردو	[illegible]	لائیٹنر صاحب کا لکچر اسلام "	۲ر
" چہارم	[illegible]	سوانح عمری حضرت رسول مقبول	۶ر	آنریبل ٹیلر صاحب " "	۲ر
" پنجم	[illegible]	" امام حسینؑ	۴ر	لکچر نیشنل کانگریس میرٹھ	۱۰ر

سے واقعات فتح اسکندریہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے - اس لئے اُن دونون مُورخون کا ہی پلہ بھاری رہتا ہے - جب خود ابوالفرج نے اپنی شام کی عام تاریخ مین عمرو کی سوانح عمری بیان کی اور فتح اسکندریہ کا ذکر کیا اور باوجود اسکے کتب خانے کے جلائے جانے کا ذکر نہین کیا بلکہ فلو پونس کا نام تک نہین لیا تو دوسرے دو مؤرخ بھی ایسا ہی کیون نہین کر سکتے تھے ؟ اس امام مشرق کا جو علمی اور مذہبی پایہ ہے اور اُس کی سنجیدگی و تقدس کی وہ صفتون کی نسبت مسلمانون اور عیسائیون نے جو کچھ متفق الرائے ہو کر لکھا ہے اُس کے لحاظ سے میری رائے مین اگر وہ اپنی شہادت مین تنہا بھی ہو تب بھی اُس کی شہادت مسٹر گبن کی حقیر مُردہ گیری کی نسبت بہت زیادہ وزن رکھتی ہے -

لیکن ہم مسٹر گبن کی منفیانہ دلیل کے مقابلہ مین دو عربی مؤرخون کی اثباتی شہادت پیش کرنیکی جرأت کرین گے - یہ دونون مؤرخ ایسے مستند مصنف ہین کہ اُن کے مستند ہونے کی نسبت کوئی اعتراض نہین کیا جا سکتا - اور وہ دونون مذہب اسلام کے نہایت سرگرم معتقد ہین - میری مراد مقریزی اور عبداللطیف سے ہے جو اس واقعہ یعنی کتب خانہ کے جلانے کا ذکر کرنے مین ہی متفق الرائے نہین ہین بلکہ ہمکو ٹھیک ٹھیک اُس مقام کا نشان دیتے ہین جہان کتب خانہ مذکور قائم تھا - کیونکہ مینارون کا ذکر کرنے کے بعد جن کو عموماً پامپی کے مینار کہتے ہین اور بعض قدیم عمارت کے کھنڈرات کا حال لکھکر وہ یہہ لکھتے ہین کہ اس مقام پر وہ کتب خانہ تھا جو عمرو بن العاص نے خلیفہ عمر کے حکم سے جلایا تھا - اس لئے مین یہ نتیجہ نکالتا ہون کہ عمرو بن العاص، کا کتب خانہ کو جلانا یا ٹھیک یون کہنا چاہئیے کہ برباد کرنا اور اُس کا اصل مقام ایسے طور پر محقق ہے کہ اُسمین کوئی نزاع نہین ہوسکتی ؎

تمت

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
مجموعہ لیکچر سر سید احمد خان بہادر	۱۲	رحم و انصاف حالی	۱ر	عجایب الحساب	۸ر
لیکچر اسلام ″	۱۰ر	مسدس ننگ خدمت ″	۲ر	مقالہ اقلیدس اول دوم	۸ر
مجموعہ لیکچر نذیر احمد خان	۱۲ر	مرثیہ حکیم محمود خان مرحوم ″	۱ر	اقلیدس کا منتر	۱ر
ابن الوقت ″	عہ	قصیدہ الغیاثیہ ″	۰ر	مشیر نسوان ہر دو حصہ	۱۲ر
مواعظ حسنہ ″	۱۰ر	چہار گلزار حالی	۳ر	لذت الحیات	۴۰ر
محصنات ″	۱۰ر	مخمس سلیم	۴ر	رسالہ نور العین	۵ر
ایامیٰ ″	۱۰ر	مخمس حسرت	۲ر	معمول احمدیہ حصہ اول	۴ر
مرآۃ العروس ″	۸ر	مسدس سعید	۲ر	″ ″ دوم	۴ر
توبۃ النصوح ″	۸ر	جریدہ عبرت	۲ر	″ ″ سوم	۴ر
بنات النعش ″	۷ر	نیرنگ خیال	۵ر	تعدیۃ الصبیان	عہ
منتخب الحکایات ″	۴ر	آب حیات	۴ر	اسلام کی دنیوی برکتین	۴ر
اہتمام محبت ″	۱ر	دیوان ذوق مکمل	۴ر	قانون عشق ہر دو حصہ	۱۲ر
رسم الخط ″	۲ر	فضیلت	۱۲ر	تاریخ اسپین اردو ہر دو حصہ	عہ
چند پند ″	۴ر	تہذیب الاخلاق	۶ر	لیکچر نار سراج الدین	۳ر
قواعد فارسی	۳ر	مکارم الاخلاق	۱۲ر	لیکچر امام غزالی	۶ر
حیات سعدی	عہ	محاسن الاخلاق	۸ر	مخمس مجید	۴ر
مسدس حالی مع ضمیمہ	۹ر	تعلیم الاخلاق	۸ر	مثنوی الآخرت	۲ر
″ خورد	۴ر	تعلیم الخصال	۶ر	گلزار فریدی	۸ر
مناجات بیوہ حالی	۲ر	تعلیم الانتظام	۴ر	جواہر فریدی	۴ر
حقوق اولاد ″	۲ر	مبادی الانشا حصہ اول	۸ر	مرآۃ العاشقین	عہ
شکوہ ہند ″	۲ر	″ ″ دوم	۸ر	رسالہ دافع امراض عضو تناسل	۸ر
برکھا رت ″	۱ر	″ ″ سوم	۳ر	رسالہ گر زبانی حساب	۱ر
حب وطن ″	۱ر	″ ″ چہارم	۸ر	زبانی حساب کلان	۴ر

المشتہر فضل الدین تاجر کتب قومی و مالک اخبار اشاعت لاہور۔ بازار کشمیری